تعارفِ اردو

دسویں جماعت

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/ (پر-نمبر۱۶/۴۳) ایس ڈی-۴ مورّخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۶ء کے مطابق قائم کردہ
رابطہ کار کمیٹی کی ۲۹/دسمبر ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

زبانِ دوم کے نئے نصاب کے مطابق

تعارفِ اُردو

دسویں جماعت

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پُستک نرمتی و اَبھیاس کرم سنشو دھن مَنڈل، پؤنہ-۴

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے توسط سے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس وتدریس کے لیے مفید سمعی و بصری وسائل دستیاب ہوں گے۔

7SFN77

پہلا ایڈیشن : 2018

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴

نئے نصاب کے مطابق مجلسِ مطالعات و ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

مجلسِ مطالعات و ادارت

- ڈاکٹر سیّد یحیٰی نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- سلام بن رزّاق (رکن)
- احمد اقبال (رکن)
- ڈاکٹر قمر شریف (رکن)
- مشتاق بونجکر (رکن)
- ڈاکٹر محمد اسداللہ (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- خان نوید الحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر سیّد صفدر
- خان انعام الرحمٰن شبیر احمد
- خان حسنین عاقب محمد شہباز خان
- ڈاکٹر ناصر الدین انصار
- اعظمی محمد یٰسین محمد عمر
- فاروق سیّد
- ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی
- وجاہت عبدالستار
- مومن شمیم اقبال
- شیخ محمد شرف الدین محمد یوسف
- سجاد حیدر
- عبداللہ علوی

Co-ordinator

Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

D.T.P. & Layout

Asif Nisar Sayyed
Yusra Graphics, Shop No. 5, Anamay,
305, Somwar Peth, Pune 11.

Cover

Shakeel Ejaz

Production

Sachchitanand Aphale
Chief Production Officer, Balbharati

Rajendra Chindarkar
Production Officer, Balbharati

Rajendra Pandloskar
Assistant Production Officer, Balbharati

Paper: 70 GSM Maplitho

Print Order
N/PB/2018-19/0.05
Printer
M/s.Uchitha Graphics Printers
Pvt.Ltd.,Navi Mumbai

Publisher

Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025.

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو

ایک **مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ** بنائیں

اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛

مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،

اور ان سب میں

اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور **قوم کے اتّحاد اور سالمیت** کا تیقّن ہو؛

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین

ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،

وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَنَ گَنَ مَنَ - اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَتَ - بھاگْیہ وِدَھاتا۔

پَنْجاب، سِندُھ، گُجرات، مَراٹھا،
دراوِڑ، اُتکَل، بَنگ،

وِندھیہ، ہِماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرَنگ،

تَو شُبھَ نامے جاگے، تَو شُبھ آ شِس ماگے،
گاہے تَو جَیَہ گاتھا،

جَنَ گَنَ منگل دَایَک جَیَہ ہے،
بھارَتَ - بھاگْیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اورمَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخرمحسوس کرتا ہوں۔مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اورخوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

دسویں جماعت میں آپ کا استقبال ہے۔اس جماعت میں آپ کی آموزش کے لیے 'تعارفِ اُردو' آپ کو پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت ہورہی ہے۔پچھلی جماعت میں آپ تعارفِ اُردو پڑھ چکے ہیں۔اس میں کئی مضامین اور نظمیں آپ نے پڑھی ہیں اور کئی مشہور ومعروف مصنفوں کی تحریروں اور شاعروں کے کلام کا مطالعہ بھی آپ نے کیا ہے۔گزشتہ کتابوں میں شائع کئی کہانیوں سے آپ لطف اندوز ہوئے اور آپ نے کئی سرگرمیاں مکمل کی ہیں۔آپ اپنے اردگرد موجود تحریریں یعنی اخبارات ورسائل بھی پڑھتے ہوں گے۔اب آپ دسویں جماعت میں آچکے ہیں جہاں آپ مزید معیاری مواد کی تعلیم حاصل کریں گے اور زبان کو سمجھنے کی آپ کی صلاحیت مزید فروغ پائے گی۔

اُردو صرف ایک مضمون کا نام نہیں ہے۔اس کے ساتھ ایک تہذیب جڑی ہوئی ہے۔آپ اپنی روزمرہ زندگی میں ہمیشہ مادری زبان اُردو کا استعمال کرتے ہیں۔لہٰذا معیاری اُردو زبان کے استعمال پر زیادہ زور دیا جانا چاہیے۔ہمارا مقصد آپ میں یہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے کہ آپ اُردو زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں۔اس کتاب میں شامل سرگرمیاں اس انداز سے ترتیب دی گئی ہیں جس سے آپ زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں، اس کے ذریعے آپ میں نئے علوم وفنون حاصل کرنے کی لگن پیدا ہو اور آپ کی تفہیم، تخلیق، تخیل اور غور وفکر کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔اس مقصد کے حصول کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ درسی کتاب میں موجود مشقی سرگرمیوں میں آپ زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔اس کتاب کی آموزش کے دوران آپ کو جو بھی مشکل یا پریشانی محسوس ہو بلاخوف اپنے استاد کے سامنے اس کا اظہار کریں۔اس کتاب میں ایسی کئی سرگرمیاں شامل ہیں جن سے آپ بذاتِ خود علم حاصل کرنے کے قابل بن سکیں گے۔ ان سرگرمیوں میں آپ جتنا حصہ لیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے علم میں اضافہ ہوگا۔

کتاب کے مواد کے بارے میں آپ کے تاثرات جان کر ہمیں بہت خوشی ہوگی۔سال بھر آپ کی آموزش مسرت بخش رہے، یہی ہماری اُمید ہے۔

آپ کی عمدہ تعلیم اور بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات!

(ڈاکٹر سنیل مگر)

ڈائرکٹر

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔

تاریخ: ۱۸/مارچ ۲۰۱۸ء، گُڑی پاڑوا

بھارتیہ سَور: ۲۷/پھالگن ۱۹۳۹

ہدایات برائے اساتذہ

دسویں جماعت کی 'تعارفِ اُردو' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب پچھلی درسی کتابوں سے قدرے مختلف ہے۔ بچوں کے لیے مفت اور لازمی حق تعلیم کے قانون ۲۰۰۹ء کے مطابق از سرِ نو مرتب شدہ تعلیمی نصاب ۲۰۱۲ء کی روشنی میں، تشکیلِ علم کے نظریے اور سرگرمیوں کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

آپ سے توقع ہے کہ آپ تعلیمی سال کے آغاز پر ابتدائی جانچ کے ذریعے بچوں کی ذہنی سطح کا تعین کرلیں۔ اس مقصد کے لیے تمام بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ ان میں زبان کی مطلوبہ استعداد پیدا ہوجائے۔

ہمارا ماننا ہے کہ تدریس کے دوران درج ذیل اُمور کا لحاظ رکھا جائے تو سیکھنے اور سکھانے کا عمل مزید فائدہ بخش ہوگا۔

- اس کتاب میں نثر اور نظم کے اسباق کی زبان کو نسبتاً آسان رکھا گیا ہے۔ اسباق میں جدت اور دلچسپی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ سماجی، تہذیبی، علمی اور اخلاقی اقدار پر مبنی مضامین اور کہانیوں کے ساتھ اس درسی کتاب میں سائنس اور زبان پر مضامین نیز ڈراما اور خط بھی شامل کیے گئے ہیں مقصد یہ ہے کہ طلبہ زبان وادب کی عصری صورتِ حال اور سائنس وٹیکنالوجی کی ترقیات سے آگاہ ہوسکیں۔ آپ ان مشمولات کو پڑھاتے وقت اپنے طلبہ کی دلچسپی اور ان کے ذوق وشوق کا خیال رکھتے ہوئے اضافی معلومات یا مثالیں دے سکتے ہیں۔ بعض اسباق میں درسی نکات کی وضاحت اضافی معلومات کے خاکے یا چوکون بنا کر دی گئی ہے۔
- کتاب میں شامل اسباق کا انتخاب اس طرز پر کیا گیا ہے کہ آپ ہر سبق کے مواد پر طلبہ سے مختلف سرگرمیاں کرواسکتے ہیں۔ آپ کی توجہ پڑھانے سے زیادہ تسہیل کاری پر رہے تاکہ بچے از خود زبان سیکھ سکیں۔ بہت سی سرگرمیاں انٹرنیٹ سے جوڑ دی گئی ہیں تاکہ طلبہ کو آموزش کے دوران مواصلاتی ٹکنالوجی کے وسائل کے صحت مند استعمال کی عادت ہوسکے۔
- اس کتاب میں شامل اسباق میں جو مشقی سرگرمیاں دی ہوئی ہیں، آپ ان میں جدت اور تنوع پائیں گے۔ ان میں براہِ راست سوال پوچھنے کا طریقہ ختم کرکے توضیحی طرز کی سرگرمیاں شامل کی گئی ہیں۔ ان سرگرمیوں میں 'سوال بغیر سوالیہ نشان' (Question without question mark) کے نظریے کو اپنایا گیا ہے۔ مشقی سرگرمیوں کو مزید دلچسپ اور جاذب بنانے کے لیے رواں خاکے، شجری خاکے، شبکی (ویب) خاکے اور معمے وغیرہ بھی شامل کیے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ مشقی سرگرمیاں طلبہ کی تشکیلِ علم کی صلاحیت میں قابلِ لحاظ اضافہ کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ آپ اپنی فراست سے دیگر سرگرمیوں کا بھی استعمال کرسکتے ہیں۔
- بچے جن الفاظ کے معنی نہیں جانتے، توقع ہے کہ وہ اپنے اساتذہ، تسہیل کار یا لغت کی مدد سے معلوم کریں۔ آپ انھیں اپنے طور پر اس کام کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ سبق کے آخر میں معنی واشارات کے تحت مشکل الفاظ کے معنی اُردو کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی دیے گئے ہیں تاکہ طلبہ بہ آسانی لفظ کے مفہوم تک پہنچ سکیں۔ آج کل موبائل پر اُردو کی مختلف لغات آسانی سے دستیاب ہیں اور ان کا استعمال بھی نہایت آسان ہے۔ آپ طلبہ کو اس جانب بھی راغب کرسکتے ہیں۔
- اسباق پر مشتمل اور نصاب میں شامل زبان کے قواعد کو 'عملی قواعد' یعنی زبان کے روزمرہ استعمال کے پیشِ نظر آسان تر مثالوں اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قواعدی تفہیم کے لیے اسباق سے مثالیں دی ہوئی ہیں۔ دوسری مماثل مثالیں ڈھونڈنے یا تیار کرنے کی ہدایات بھی یہاں شامل ہیں۔ آپ ان ہدایات کی روشنی میں قواعد اس طرح پڑھائیں کہ طلبہ از خود عملی قواعد میں دلچسپی لیں۔

اُمید ہے یہ درسی کتاب آپ کی توقعات پر پوری اُترے گی۔

متوقع صلاحیتیں - دسویں جماعت (اُردو - زبانِ دوم)

نمبر شمار	تدریسی اکائیاں	متوقع صلاحیتیں
۱	سُننا	• کہانی، نظم، تقریر وغیرہ کلاس میں، جلسہ گاہ میں، ریڈیو ٹی وی نیز انٹرنیٹ اور یوٹیوب پر سنتا ہے۔ سنے ہوئے مواد کو سمجھنا۔ • دی ہوئی ہدایات کو سن کر ان پر عمل کرنا۔ • خبروں، گیتوں کے علاوہ دوسرے سمعی مواد کو سننے میں دلچسپی لینا۔ • خبر، کہانی، تقریر کے فرق کو سمجھنا۔ سنے ہوئے مواد میں الفاظ کے صحیح تلفّظ اور معنی کا خیال رکھنا۔ • محاوروں کے معنی سمجھنا۔ سادہ اور پیچیدہ جملوں کی شناخت کرنا۔
۲	بولنا	• جماعت کے ساتھیوں سے گفتگو کرنا۔ دیے ہوئے عنوان پر تقریر کرنا۔ • ڈرامے کے مکالموں کی ادائیگی کرنا۔ • سیر و تفریح کا حال بیان کرنا۔ صحیح تلفّظ کے ساتھ زبان کا استعمال کرنا۔ • دوستوں سے بات چیت کرنا اور انھیں آسان زبان میں ہدایت دینا۔ • مختلف مباحثوں میں حصہ لینا، کہانی کہنا، واقعات سنانا۔ • غم اور خوشی کے جذبات کے اظہار میں زبان اور لب و لہجے کا خیال رکھنا۔
۳	پڑھنا	• کہانی، نظم، خبریں اور مکالموں کو بلند آواز اور خاموشی کے ساتھ پڑھنا۔ • تحریر کو صحیح طور پر معنی کا خیال رکھتے ہوئے پڑھنا۔ • فقروں اور جملوں کے معنوی ربط کو پڑھنے کے دوران سمجھنا۔ • اطراف میں لگے سائن بورڈ کو معنی کی تفہیم کے ساتھ پڑھنا۔ • ذخیرۂ الفاظ اور پڑھنے کی رفتار میں اضافہ کرنا۔ • انٹرنیٹ پر دستیاب مواد مثلاً اخبارات، ای-بکس وغیرہ پڑھنا۔
۴	لکھنا	• دی ہوئی مشقی سرگرمیوں کے جوابات از خود لکھنا۔ • سنے ہوئے جملوں کو صحیح ترتیب سے لکھنا۔ • مختلف قسم کے خطوط جیسے مبارکبادی، تہنیتی، تقریب کے دعوت نامے وغیرہ لکھنا۔ معمے حل کرنا۔ • ذاتی خیالات کو تحریری صورت میں پیش کرنا۔ • مختلف عنوانات پر پندرہ تا بیس سطروں میں مضامین لکھنا۔ نظموں کے خلاصے تحریر کرنا۔ انٹرنیٹ پر اُردو بلاگ لکھنا۔
۵	مطالعے کی صلاحیت	• درسی اور غیر درسی تحریروں، اقوال، نعروں کا سمجھ کر مطالعہ کرنا۔ • مضامین کے سیاق و سباق کو سمجھنا۔ • درسی اور حوالہ جاتی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ لغت کی مدد سے نئے الفاظ تلاش کرنا اور انھیں جملوں میں استعمال کرنا۔ • انٹرنیٹ پر دستیاب اُردو انسائیکلوپیڈیا اور دیگر حوالہ جاتی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔
۶	قواعد	• اجزائے کلام، صفت، صفت کی قسمیں، کہاوت کو معنی کے ساتھ سمجھنا۔ • استفہامیہ جملہ، امریہ جملہ، فجائیہ جملہ کے معنی اور ان کے استعمال کو سمجھنا۔ • استعارہ، تضاد، مبالغہ، تلمیح کو سمجھنا۔

فہرست

حصۂ نثر

نمبر شمار		صنف/موضوع	مصنف/شاعر	صفحہ نمبر
۱۔	حضرت ابو ہریرہؓ	سوانح/سیرت	اِدارہ	۱
۲۔	مطالعے کا شوق	ادبی مضمون/ترغیبِ مطالعہ	محمد عبدالقادر فاروقی	۵
۳۔	میں کون ہوں؟	سائنسی مضمون/معلومات	شاہد رشید	۹
۴۔	بمبئی سے احمد نگر تک	سفرنامہ/تاریخی حالات	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۴
۵۔	مجاہدِ آزادی عبدالحمید انصاری	سوانح/شخصیت	اِدارہ	۱۸
۶۔	سورج	مزاحیہ مضمون/طنز و مزاح	ابنِ انشا	۲۲
۷۔	تلفّظ اور اِملا	ادبی مضمون/ترسیل و ابلاغ	رشید حسن خان	۲۶
۸۔	نادان دوست	کہانی/جانداروں سے ہمدردی	منشی پریم چند	۲۹
۹۔	گرم شال	کہانی/سماجی شعور	صالحہ عابد حسین	۳۴
۱۰۔	ہمارے مہرباں	انشائیہ/اخلاقیات	سجاد حیدر یلدرم	۳۹
۱۱۔	ایک خط	مکتوب نگاری/انشا	پنڈت جواہر لال نہرو	۴۲

حصۂ نظم

نمبر شمار		صنف/موضوع	مصنف/شاعر	صفحہ نمبر
۱۔	حمد	اللہ کی تعریف	داغؔ دہلوی	۴۶
۲۔	لندن کی ہوا	مشرقی روایت پسندی	اکبرؔ الٰہ آبادی	۴۸
۳۔	زمینِ وطن	حبِ وطن	آنند نرائن ملّاؔ	۵۰
۴۔	ہماری زبان	زبان سے محبت	برج موہن دتاتریہ کیفیؔ	۵۳
۵۔	بلبل کا ذوقِ آزادی	آزادی کی اہمیت	مولوی غلام بھیک نیرنگؔ	۵۶
۶۔	ابر کرم	ماحولیات	محمد حسین آزادؔ	۵۸
۷۔	دھرتی کا روپ	انسانی ہمدردی	قاضی سلیمؔ	۶۰
۸۔	غزلیات	جلیلؔ مانک پوری، آزادؔ انصاری، شفیقؔ جونپوری، ظفرؔ کلیم		۶۲ تا ۶۹
۹۔	رباعیات	رفیع سوداؔ، اسمٰعیل میرٹھی، جگت موہن لال رواںؔ، سلامؔ سندیلوی		۷۰ تا ۷۲

اضافی مطالعہ

✦	ہوائی محل	ڈراما/تفریح	شوکت تھانوی	۷۳

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

اِدارہ

پہلی بات : اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اپنے زمانے کے بہترین لوگ تھے۔ ان کے دل اللہ اور رسولؐ کی محبت، دین کا علم سیکھنے کی تڑپ اور نیکی اور پرہیزگاری کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے۔ پیارے نبیؐ کے تربیت یافتہ ان اصحابؓ سے اُمت قیامت تک دین کی روشنی حاصل کرتی رہے گی۔ ذیل کے سبق میں رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھیوں کو صحابہؓ کہا جاتا ہے۔ ان وفادار ساتھیوں میں ایک اہم صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ آپؐ کے ان کے ساتھیوں میں شامل ہیں جو 'اصحابِ صُفّہ' کے ساتھ رہتے تھے۔ دراصل عربی میں چبوترے کو 'صُفّہ' کہا جاتا ہے۔ مسجدِ نبوی سے لگا ہوا ایک چبوترا تھا جس پر کچھ غریب صحابہؓ مسلسل قیام کرتے تھے۔ اسی نسبت سے یہ تمام حضرات 'اصحابِ صفہ' یا 'اہلِ صفہ' کہلاتے ہیں۔

پہلے حضرت ابوہریرہؓ کا نام 'عبد شمس' تھا۔ اس نام کے معنی اچھے نہیں ہیں یعنی سورج کا بندہ۔ اسلام لانے کے بعد حضورِ اکرمؐ نے ان کا نام 'عبد الرحمٰن' رکھ دیا۔ ان کے پاس ایک بِلّی تھی جسے وہ کھلاتے پلاتے، صاف ستھرا رکھتے اور اس سے کھیلتے تھے۔ بِلّی بھی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی۔ بِلّی سے اس قدر محبت کی وجہ سے رسول اللہؐ انھیں 'ابو ہریرہ' کہا کرتے۔ وہ اپنے اسی نام سے اب تک مشہور ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کی قوم اور خاندان کا علاقہ دَوس تھا۔ وہ حضرت طُفیل بن عَمرو دَوسیؓ کے ہاتھوں پر ایمان لائے۔ پھر ۶ ہجری میں اپنے قبیلے بنی دوس کے ایک وفد کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ کی پاکیزہ سیرت نے حضرت ابوہریرہؓ کو آپؐ کا گرویدہ بنا دیا۔ وہ رات دن رسول اللہؐ کی صحبت میں رہ کر ایمان اور اخلاق کے موتی چنتے۔ انھیں اس بات کا احساس تھا کہ میں تاخیر سے ایمان لایا ہوں اس لیے انھوں نے اپنا معمول بنا لیا تھا کہ ہمہ وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپؐ کی مجلسوں میں شرکت کرتے۔

مدینے میں حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ ان کے ساتھ تھیں۔ وہ ابھی ایمان نہیں لائی تھیں۔ مسافرت میں بھی وہ اپنی والدہ کا پورا خیال رکھتے۔ انھیں اپنی والدہ کے ایمان کی بڑی فکر تھی۔ اکثر اسی فکر میں روتے رہتے۔ ایک دن انھوں نے رسول اللہؐ سے اپنی والدہ کے ایمان کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے اللہ سے دعا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہؓ جب گھر پہنچے تو ان کی والدہ کلمہ پڑھ رہی تھیں۔ ابوہریرہؓ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دوڑتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشی خوشی یہ خبر سنائی۔

اسلام کے لیے حضرت ابو ہریرہؓ نے بہت سختیاں برداشت کیں؛ اپنے وطن کو چھوڑا، مسافرت کی زندگی بسر کی، تنگ دستی کا مقابلہ کیا۔ اللہ کے رسولؐ کی محبت میں بھوک برداشت کی۔ انھیں بس یہی خیال رہتا کہ حضورؐ کی خدمت بجا لاؤں اور آپؐ کی صحبت میں دین کا علم حاصل کرتا رہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بچپن ہی سے بڑے ذہین تھے۔ ان کی یادداشت غیر معمولی تھی۔ حضورؐ کے ساتھ ایک طویل مدت تک رہنے کی وجہ سے انھیں سیکڑوں احادیث یاد ہوگئی تھیں۔ دیگر صحابہؓ کو ان کے اس وصف کا حضورؐ کی زندگی ہی میں احساس ہوگیا تھا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد جب لوگوں کو دین کی معلومات اور احادیث کی ضرورت محسوس ہوئی تو دینی مسائل کے حل کی تلاش میں دور دور سے لوگ مدینہ آنے لگے۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ کی حضورؐ سے قربت کے پیشِ نظر لوگ انھی سے رجوع کرتے۔ وہ بھی خود آگے بڑھ کے احادیث لوگوں کے سامنے بیان کرتے۔ اپنی زندگی کے آخری سال تک ان کا یہی معمول رہا۔ اس وقت اسلامی دنیا میں ان کی حیثیت ایک چلتے پھرتے مدرسے کی سی ہوگئی تھی۔ اپنے مثالی حافظے کی مدد سے انھوں نے دین کا علم ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے میں کامیابی حاصل کی۔ احادیث کے بیان کے سلسلے میں ان کی خدمات نہایت وسیع ہیں۔

ایک مرتبہ اُموی خلیفہ مَروان بن حَکَم نے حضرت ابو ہریرہؓ کا امتحان لینا چاہا۔ اس نے انھیں اپنے پاس بلا کر بٹھا لیا اور مطالبہ کیا کہ رسولِ اکرمؐ کی کوئی حدیث سنائیں۔ اس سے پہلے اس نے اپنے ایک کاتب کو پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور کاتب کو کہہ دیا تھا کہ ابو ہریرہؓ جو کچھ بولیں، اسے لکھ لیا جائے۔ ایک سال بعد مروان نے پھر انھیں بُلوایا اور وہی حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ انھوں نے ایک لفظ بھی کم زیادہ کیے بغیر حدیث اسے سنا دی۔

حضرت ابو ہریرہؓ بڑے نرم مزاج تھے۔ ان کی جوانی کے ایام حضورؐ کی تربیت میں رہ کر گزرے تھے۔ اس تربیت کا نقش ان کی زندگی پر ہمیشہ قائم رہا۔ ان کے دل میں رسول اللہؐ کی بے پناہ محبت تھی۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے حضورؐ انھیں نظر نہ آتے تو وہ بے چین ہو جاتے۔ انھوں نے مسلسل پچاس برس تک رسولؐ کی احادیث بیان کرکے دین کی بے مثال خدمت انجام دی۔ سنہ ۵۹ ہجری میں ۷۸ برس کی عمر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور مدینے کے مشہور قبرستان بقیع میں دفن کیے گئے۔

معانی و اشارات

جلیل القدر	عزت والا	Reverend
اصحابِ صفہ		Companions of the holy Prophet (ﷺ) who would learn and live on the earthern platform named Suffah
صحابہ	صحابی کی جمع	Companions of Prophet (ﷺ)
ہُریرہ	چھوٹی بِلّی	Kitten
حدیث	رسول اللہؐ کا قول	Sayings of the Prophet (ﷺ)
یادداشت	یاد رکھنے کی صلاحیت	Memory
وصف	خوبی	Attribute
اُموی خلیفہ	حضرت معاویہؓ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے خلیفہ	Caliphs from the descent of Banu Umaiyyah

کاتب - لکھنے والا Scribe | ہجرت - ایک جگہ سے جا کر دوسری جگہ رہنا Migration (Hijrah)

مشقی سرگرمیاں

سبق کے بغور مطالعے کے بعد سبق سے متعلق ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ سے متعلق شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

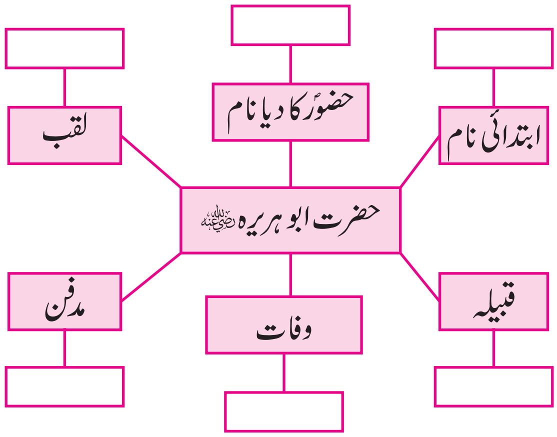

- مناسب نام / لفظ لکھ کر سرگرمی مکمل کیجیے۔

۱۔ مسجدِ نبوی کے چبوترے پر قیام کرنے والے صحابہ

۲۔ علاقہ اور قبیلہ دوس کے ایک صحابیؓ

۳۔ اسلامی دنیا کا چلتا پھرتا مدرسہ

۴۔ مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان

- درج ذیل مستطیل سے مذکر - مؤنث، واحد - جمع، ضد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔

صحابی	محبت	اقوام	حیات	دوری
ایام	والدہ	مساجد	نفرت	مسجد
رات	حدیث	وفات	صحابیہ	قوم
احادیث	والد	یوم	قربت	دن

مذکر	مؤنث

لفظ	ضد

واحد	جمع

- فقروں کے لیے ایک لفظ لکھیے۔

۱۔ حدیث بیان کرنے والا ←

۲۔ کتابت کرنے والا ←

۳۔ تحریر کرنے والا ←

۴۔ حضورؐ کے ساتھی ←

- ابو ہریرہؓ لقب کی وجہ تحریر کیجیے۔
- خلیفہ مَروان بن حکم کے ذریعے ابو ہریرہؓ کے امتحان کا طریقہ بیان کیجیے۔
- حضرت ابو ہریرہؓ کو جس بات کا شدت سے احساس تھا اسے تحریر کیجیے۔
- احادیثِ نبوی سنانے کے پیچھے حضرت ابو ہریرہؓ کے مقصد کو واضح کیجیے۔

تحریری سرگرمی

- 'میری پسندیدہ شخصیت' عنوان پر ذیل کے نکات کی مدد سے مضمون تحریر کیجیے۔

کون (نام ، تعلّق)، کیوں (خوبی ، انفرادیت)، کیا (موازنہ، آپ کی پسند/شوق)، کیسے (عمل)

اعادہ

اجزائے کلام (Parts of Speech)

زبان الفاظ کا مجموعہ ہے۔ ہم اپنے خیالات کے اظہار کے لیے زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ زبان میں استعمال کیے جانے والے چھوٹے بڑے تمام الفاظ 'اجزائے کلام' (Parts of Speech) کہلاتے ہیں۔

ذیل کی عبارت کو پڑھ کر اس کے ہر لفظ پر غور کیجیے۔

عارف اسٹیشن سے باہر نکلا ہی تھا کہ اسے راشد نظر آ گیا۔ وہ عارف کا پرانا ڈرائیور ہے۔ عارف کو دیکھتے ہی راشد کار لے کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اُتر کر عارف کا سامان خالی ڈِکی میں رکھ دیا۔ کار اسٹیشن سے شہر کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کی رفتار تیز تھی۔ عارف جب اپنے گھر پہنچا تو گھر والے اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس کی امّی نے اسے گلے لگا کر کہا، ''ارے واہ عارف! تم تو اپنے وعدے کے مطابق وقت پر پہنچ گئے۔''

- عارف، اسٹیشن، راشد، ڈرائیور، کار، ڈِکی، شہر، رفتار، گھر، امّی وغیرہ

یہ سارے الفاظ اسم (noun) ہیں۔

- اسے، وہ، اس، تم

یہ الفاظ ضمیر (pronoun) ہیں۔

- پرانا، خالی

یہ الفاظ صفت (adjective) ہیں۔

- نکلا، نظر آ گیا، دیکھتے، بڑھا، رکھ دیا، بڑھنے لگی، پہنچا، خوش ہوئے، پہنچ گئے

یہ الفاظ فعل (verb) ہیں۔

- تیزی سے، جلدی سے

یہ الفاظ متعلق فعل (adverb) ہیں۔

- سے، کا، کو، میں، کی، کے، پر

یہ الفاظ حروفِ جار (preposition) ہیں۔

- کہ، تو

یہ الفاظ حروفِ عطف (conjuction) ہیں۔ (ان کے علاوہ کچھ الفاظ عطف ہوتے ہیں)

- ارے واہ!

یہ الفاظ فجائیہ (exclamation) ہیں۔ (ان کے علاوہ بھی بہت سے فجائیہ الفاظ ہوتے ہیں)

اس عبارت میں آنے والا ہر لفظ جملے میں اپنی خاص جگہ پر اور خاص معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس مناسبت سے ہر لفظ کا ایک خاص نام ہوگیا ہے۔ ذیل کے خاکے میں ان ناموں سے تعارف حاصل کیجیے۔

۱۔ اسم (noun)
۲۔ ضمیر (pronoun)
۳۔ صفت (adjective)
۴۔ فعل (verb)
۵۔ متعلق فعل (adverb)
۶۔ جار (preposition)
۷۔ عطف (conjuction)
۸۔ ندائیہ/ فجائیہ (exclamation)

اگلے اسباق میں انھی اجزائے کلام کی مختلف قسموں اور خواص کی آپ کو معلومات دی جائے گی۔

۲۔ مطالعے کا شوق

محمد عبدالقادر فاروقی

7SYFAH

پہلی بات : آپ پرندوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پرندوں کے ماہر سائنس داں سالم علی کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ سالم علی کو بچپن ہی سے پرندوں سے دلچسپی تھی۔ انھوں نے دور دراز کے مقامات پر جا کر مختلف پرندوں کا مشاہدہ کیا۔ ان کے بارے میں معلومات جمع کی اور اسے ان پرندوں کی تصاویر کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا۔ کسی چیز کا شوق ہو جائے تو اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے۔ مختلف لوگوں کی زندگیوں میں طرح طرح کے شوق پائے جاتے ہیں مثلاً سیر و تفریح، کھیل کود، ٹکٹیں جمع کرنا، کھانا پکانا وغیرہ۔ امریکہ کے صدر ابراہام لنکن دنیا کی اہم شخصیات میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں ان کے شوقِ مطالعہ کو دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

امریکہ کے صدر ابراہام لنکن نہایت ہی غریب گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ انھیں لڑکپن ہی سے مطالعے کا شوق تھا مگر تنگ دستی اور غریبی اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لیے ذاتی خرچ سے کتابیں خرید کر پڑھیں۔ اس زمانے میں اخبارات و رسائل کی افراط بھی نہ تھی اور دارالمطالعے تھے نہ کتب خانے۔ لنکن کے پاس بس چند پرانی کتابیں تھیں جنھیں وہ ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔ ایک دن انھیں پتا چلا کہ پڑوس کے گاؤں میں کرافرڈ نامی شخص کے پاس 'مشاہیرِ واشنگٹن' نام کی کتاب ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کا لنکن کے دل میں شوق پیدا ہوا۔ وہ کتاب حاصل کرنے کے لیے پیدل ہی کرافرڈ کے گاؤں کی طرف نکل پڑے۔ یہ گاؤں لنکن کے گاؤں سے پانچ میل دور تھا۔ کرافرڈ کے گھر پہنچ کر انھوں نے نہایت اشتیاق سے پوچھا، ''کیا آپ اپنی کتاب 'مشاہیرِ واشنگٹن' مجھے مطالعے کے لیے دے سکتے ہیں؟'' کرافرڈ نے لنکن کے لب و لہجے اور حرکات و سکنات سے ان کے علمی ذوق کا پتا لگا لیا تھا۔ جب اس کو اطمینان ہو گیا کہ واقعی لنکن اپنی علمی تشنگی کو بجھانا چاہتے ہیں تو کرافرڈ نے کتاب انھیں سونپتے ہوئے کہا، ''دیکھو! یہ کتاب بہت قیمتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بے احتیاطی سے اسے خراب کر دو۔'' لنکن نے جواب دیا، ''آپ اطمینان رکھیں۔ میں جوں کی توں اسے آپ کو واپس کر دوں گا۔''

کتاب لے کر لنکن خوشی خوشی اپنے گاؤں لوٹے۔ انھیں اس کتاب کے مطالعے کے لیے اتنی بے چینی تھی کہ وہ راستہ چلتے چلتے ہی اس کا مطالعہ کرنے لگے۔ جب شام ہونے لگی اور کتاب کے حروف دھندلانے لگے تو انھوں نے کتاب بند کر دی اور دوڑتے ہوئے گھر کی جانب بڑھے تا کہ جلد سے جلد گھر پہنچ کر کتاب پڑھ سکیں۔ گھر پہنچتے ہی لنکن چراغ کی روشنی میں 'مشاہیرِ واشنگٹن' کے مطالعے میں مصروف ہو گئے۔

دن بھر کے سفر کی تکان سے انھیں نیند آنے لگی۔ انھوں نے کتاب تپائی پر رکھ دی اور سو گئے۔ رات جب لنکن گہری نیند سو رہے تھے تو اچانک زوردار بارش ہونے لگی اور ان کے مکان کا چھپّر ٹپکنے لگا۔

لنکن ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے۔ انھیں کتاب کا خیال آیا۔ بارش کی وجہ سے کتاب بھیگ کر حد درجہ خراب ہوگئی تھی۔ اس کے اوراق ایک دوسرے سے چپک گئے تھے۔ کتاب کی یہ حالت دیکھ کر لنکن دھک سے رہ گئے کیونکہ انھوں نے کرافرڈ سے کتاب جوں کی توں لوٹانے کا وعدہ کیا تھا۔ انھوں نے کتاب کو آگ کی گرمی سے سُکھانا چاہا مگر اس سے کتاب کے اوراق سخت اور ٹیڑھے میڑھے ہوگئے۔

لنکن کو کتاب کے خراب ہوجانے کا بے حد رنج تھا۔ ساتھ ہی اپنا وعدہ پورا نہ کرنے کا احساس بھی انھیں ستا رہا تھا۔ انھوں نے ہمت سے کام لیا اور دوسرے دن کتاب لے کر کرافرڈ کے گھر پہنچے۔ کتاب کی خراب حالت دیکھ کر کتاب کے مالک نے نہایت درشت لہجے میں لنکن سے کہا، ''تم نے تو کتاب کی حالت ہی بدل ڈالی۔ تم نے اپنی بات کا پاس بھی نہیں رکھا۔'' یہ سن کر لنکن مارے شرم کے پانی پانی ہوگئے۔ انھوں نے نہایت سنجیدگی سے کہا، ''مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں آپ کی کتاب جوں کی توں واپس نہ کرسکا لیکن میں بے قصور ہوں۔ اس اچانک بارش کے سبب آپ کی کتاب محفوظ نہ رہ سکی۔ میں اس کے بدلے اس کا معاوضہ ادا کرنے کو تیار ہوں لیکن معاوضے کے لیے میرے پاس ایک پیسا بھی نہیں ہے۔ آپ مجھ سے جو چاہیں خدمت لے سکتے ہیں۔'' لنکن کے اس جواب سے کرافرڈ حیران رہ گیا۔ اس نے خیال کیا کہ لڑکا واقعی بے قصور ہے مگر لنکن کو آزمانے کے لیے وہ بولا، ''تمھیں اس کتاب کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے تین دن میرے یہاں کام کرنا ہوگا۔'' لنکن نے یہ شرط منظور کرلی اور تین دن تک کرافرڈ کے یہاں کام کرتے رہے۔ تین دن گزر جانے کے بعد انھوں نے جب گھر جانے کی اجازت چاہی تو کرافرڈ ان کی خودداری، استقلال اور پکے اِرادے کا گرویدہ ہوگیا تھا۔ اس نے نہایت مشفقانہ لہجے میں یہ کہتے ہوئے کتاب لنکن کے حوالے کی کہ بے شک میری کتاب بہت قیمتی ہے مگر تمھارا معاوضہ کتاب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ یہ کتاب میں تمھیں انعام دیتا ہوں۔

کتاب اس طرح مل جانے پر لنکن کو انتہائی مسرت ہوئی۔ اب ان کا معمول بن گیا کہ وہ اکثر و بیشتر 'مشاہیرِ واشنگٹن' کا مطالعہ کرتے۔ جب تک وہ امریکہ کے صدر رہے، اپنی تقریروں میں ضرور کہا کرتے تھے کہ یہ اعزاز مجھے محض 'مشاہیرِ واشنگٹن' کے مطالعے کی بدولت ملا ہے۔

معانی واشارات

چشم و چراغ	مراد پیاری اولاد	Descendant, pampered child
رسائل	رسالہ کی جمع	Magazines
دار المطالعہ	لائبریری	Library, reading hall
کتب خانہ	لائبریری	Library
اشتیاق	شوق	Zeal
علمی ذوق	علم کا شوق	Taste of knowledge

بے احتیاطی	بے پروائی	Carelessness
تپائی	چھوٹی میز	Stool
دھک سے رہ جانا	حیران رہ جانا	To be taken aback
درشت لہجہ	سخت لہجہ	Harsh tone
بات کا پاس رکھنا	وعدہ نبھانا	Keep ones word
پانی پانی ہوجانا	شرمندہ ہونا	To be ashamed

گرویدہ ہونا	- کسی چیز کو چاہنا	To be fond of	
معمول	- روزانہ کا کام	Routine	
افراط	- کثرت	Abundance	
اعزاز	- عزّت	Privilege	

مشقی سرگرمیاں

سبق کا مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ ابراہام لنکن سے متعلق شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

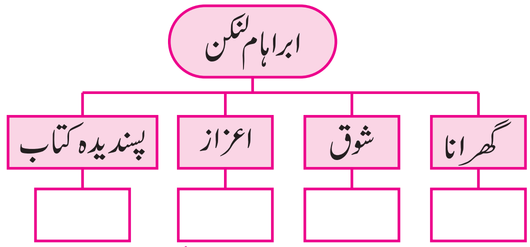

✧ سبق کی مدد سے جملوں کو ترتیب وار لکھیے۔

۱۔ وہ اکثر و بیشتر مشاہیرِ واشنگٹن کا مطالعہ کرتے۔

۲۔ اس کتاب کو پڑھنے کا لنکن کے دل میں شوق پیدا ہوا۔

۳۔ لنکن کو کتاب کے خراب ہوجانے کا بے حد رنج تھا۔

۴۔ گھر پہنچتے ہی لنکن چراغ کی روشنی میں مشاہیرِ واشنگٹن کے مطالعے میں مصروف ہوگئے۔

۵۔ جب شام ہونے لگی اور کتاب کے حروف دھندلانے لگے تو انھوں نے کتاب بند کردی۔

✧ درج ذیل کے لیے انگریزی لفظ لکھیے۔

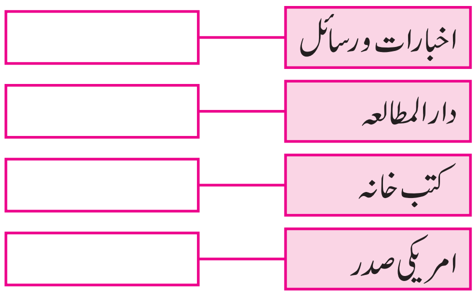

✧ سبق سے 'واوِ عطف' (واو سے ملا کر لکھے ہوئے الفاظ) کی مثالیں تلاش کرکے لکھیے۔ مثال : سیر و تفریح

✧ درج ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

دھک سے رہ جانا ، وعدہ وفا کرنا ، پانی پانی ہونا ، بات کا پاس رکھنا ، گرویدہ ہونا

✧ ذیل کے جملوں سے صفت تلاش کرکے لکھیے۔

۱۔ لنکن نہایت ہی غریب گھرانے کے تھے۔

۲۔ ان کے مکان میں بس چند پرانی کتابیں تھیں جنھیں لنکن ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔

۳۔ وہ گاؤں لنکن کے گاؤں سے پانچ میل دور تھا۔

۴۔ تین دن میرے یہاں کام کرنا ہوگا۔

۵۔ چند پرانی کتابیں تھیں۔

✧ سبق سے جمع کے پانچ الفاظ تلاش کرکے ان کے واحد لکھیے۔

✧ ابراہام لنکن کی پسندیدہ کتاب سے متعلق رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

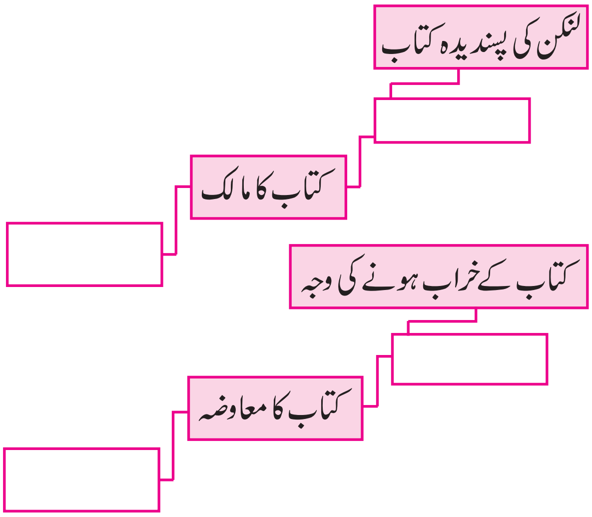

✧ صحیح یا غلط جملے پہچانیے اور غلط جملہ درست کرکے لکھیے۔

۱۔ ان کے دار المطالعے میں بس چند پرانی کتابیں تھیں جنھیں لنکن ہمیشہ پڑھتے رہتے تھے۔

۲۔ کرافرڈ نامی شخص 'مشاہیرِ واشنگٹن' کے مصنف تھے۔

۳۔ لنکن چراغ کی روشنی میں مطالعے میں مصروف ہوگئے۔

۴۔ آگ کی گرمی سے کتاب حد درجہ خراب ہوگئی۔

۵۔ کتاب کا معاوضہ ادا کرنے پر کرافرڈ ان کا گرویدہ ہوگیا تھا۔

۶۔ مشاہیرِ واشنگٹن کا مطالعہ کرنا ان کا معمول بن گیا۔

- ابراہام لنکن کے مطالعے کے شوق میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو بیان کیجیے۔
- ابراہام لنکن کے کتاب کو سُکھانے کا سبب بیان کیجیے۔
- کتاب کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے ابراہام لنکن کا طریقہ لکھیے۔
- لنکن کی ان خوبیوں کا ذکر کیجیے جن سے کرافرڈ متاثر ہوا۔
- کتاب کے خراب ہوجانے پر آپ کیا کرتے اگر آپ ابراہام لنکن کی جگہ ہوتے؟
- اپنے گھر/ اسکول لائبریری میں جمع پرانی کتابوں میں سے چار کتابوں کے نام قلم بند کیجیے۔
- شروع اور آخر میں دو واوین ("...") لگے جملوں اور سبق کے دیگر جملوں کے فرق کو واضح کیجیے۔

تحریری سرگرمی

- 'کتاب میں نے پڑھی........' عنوان کے تحت اپنی پسندیدہ کتاب کا حاصلِ مطالعہ لکھیے۔
- اسکول لائبریری یا شہر کی لائبریری جاکر اپنے مشاہدے کو دس سطروں میں لکھیے۔

عملی قواعد

صفت (Adjective) : قسمیں

آپ جانتے ہیں کہ اسم کی کیفیت یا حالت بتانے والے لفظ کو **'صفت'** کہتے ہیں۔ صفت جس اسم کے لیے استعمال کی جاتی ہے وہ **'موصوف'** کہلاتا ہے مثلاً

صفت	موصوف
ذہین	لڑکا
نرم مزاج	انسان
ٹوٹا ہوا	گھر

یہاں لڑکا، انسان، گھر کے لیے صفت کے جو الفاظ آئے ہیں وہ ان کی ذاتی خصوصیات بتاتے ہیں۔ اس لیے ایسی صفت کو **'صفتِ ذاتی'** (genative adjective) کہا جاتا ہے۔

دوسری مثالیں : کالی بکری، اندھا فقیر، لمبی رات، سونا راستہ

- پڑھے ہوئے اسباق سے صفتِ ذاتی کی دس مثالیں تلاش کرکے لکھیے۔

اب ذیل کی مثالیں پڑھ کر خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

۱۔ اسلامی دنیا میں ان کی حیثیت ایک چلتے پھرتے مدرسے کی سی ہوگئی تھی۔

۲۔ ایک مرتبہ اموی خلیفہ نے ان کا امتحان لینا چاہا۔

خط کشیدہ الفاظ 'اسلامی، اموی' یہ الفاظ 'دنیا، خلیفہ' سے نسبت رکھتے ہیں اس لیے صفت کے ایسے الفاظ **'صفتِ نسبتی'** (relative adjective) کہلاتے ہیں۔

دوسری مثالیں : عربی گھوڑا، انگریز مسافر، ہندی زبان، طوفانی رات۔

ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

۱۔ ایک سال بعد مروان نے پھر انھیں بُلوایا۔

۲۔ انھوں نے پچاس برس تک دین کی بے مثال خدمت انجام دی۔

۳۔ انھیں سیکڑوں احادیث یاد ہوگئی تھیں۔

اوپر کی مثالوں میں 'ایک سال، پچاس برس' سے ایک مدت کا پتا چل رہا ہے۔ یہاں 'سال، برس' اسم ہیں جن کی خصوصیت 'ایک، پچاس' کے اعداد (numbers) سے بتائی گئی ہے۔ ایسی صفت کو **'صفتِ عددی'** (numerative adjective) کہتے ہیں جیسے : اکبر نے ہندوستان پر پچاس برس دو مہینے سات دن حکومت کی۔

اوپر کی تیسری مثال میں لفظ 'سیکڑوں' سے احادیث کی صفت بتائی گئی ہے لیکن یہ طے نہیں ہے کہ کتنی احادیث۔ اس قسم کی صفت کو **'صفتِ مقداری'** (quantitative adjective) کہا جاتا ہے۔

۳۔ میں کون ہوں؟

شاہد رشید

7T8BC5

پہلی بات : حضرت لقمان ایک بڑے حکیم گزرے ہیں۔ جڑی بوٹیوں کے متعلق ان کی زبردست معلومات کو بیان کرنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ جڑی بوٹیاں ان سے باتیں کیا کرتی تھیں۔ ذرا تصور کیجیے! چرند پرند اور ہمارے آس پاس کی چیزیں اگر واقعی بولنے لگیں تو وہ اپنے بارے میں کیسی عجیب وغریب باتیں بتائیں گی۔ اسی خیال کے تحت ذیل کا مضمون لکھا گیا ہے۔

جان پہچان : شاہد رشید ۱۹۵۲ء میں مہاراشٹر کے تاریخی شہر اچل پور (امراوتی) میں پیدا ہوئے۔ ورود کے ایک اسکول میں درس وتدریس کی خدمات انجام دے کر پرنسپل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ شاہد رشید نے طنزیہ ومزاحیہ مضامین سے اپنی نثر نگاری کا آغاز کیا۔ پھر سائنسی مضمون نگاری کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے مضامین 'سائنس' اور 'سائنس کی دنیا' جیسے رسالوں میں تواتر سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ 'پھرتا ہے فلک برسوں، مکاشفات' اور 'صفدر: تخلیقی وتنقیدی جہتیں' ان کی تصانیف ہیں۔

میں ایک سیدھا سادہ، بھولا بھالا جاندار ہوں۔ صرف رات کو غذا کی تلاش میں نکلتا ہوں اور میری غذا بھی کیا ہے، پھولوں کا رس۔ کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ تو سنیے دوستو! میں گندگی اور اندھیرے کو پسند کرتا ہوں۔ میں سورج کی آمد کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹ جاتا ہوں۔ میرے چھے پیر اور چار پر ہیں۔ میرے خاندان کے ایک ایک فرد سے اچھے اچھے کڑیل جوان پتے کی طرح کانپتے ہیں۔ میں کبھی اپنے بے سرے گانے سے آپ کی میٹھی نیند میں خلل نہیں ڈالتا، یہ کام تو میرا منجھلا بھائی کیولیکس (culex) انجام دیتا ہے۔ میں جوڑ دار پیر والے کیڑوں کے گروہ آرتھروپوڈا سے تعلق رکھتا ہوں۔

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں سبزی خور ہوں لیکن میری مادہ کی تو مرغوب غذا آپ کا خون ہے۔ اسے خوب صورت بچے اور عورتیں زیادہ پسند ہیں اس لیے وہ انھیں کو زیادہ تکلیف دیتی ہے۔ وہ مساوات کی علمبردار بھی ہے۔ وہ بوڑھوں کو بھی نہیں بخشتی۔ چلتے چلتے جو مل گیا، اس پر ہاتھ صاف کرتے چلتی ہے۔ وہ بھی کیا کرے گی، اس بے چاری کو اپنے انڈوں کی نشوونما کے لیے خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ خون چوستی ہی نہیں بلکہ پہلے اپنی سونڈ کے ذریعے اپنا لعاب آپ کے جسم میں داخل کردیتی ہے۔ آپ کو احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ خون چوس کر اُڑ جاتی ہے۔ لعاب کے ساتھ ملیریا کا جرثومہ بھی آپ کے جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔

ملیریا کا جرثومہ پلازموڈیم (plasmodium) اپنے دورِ حیات کا پہلا مرحلہ میری مادہ کے جسم میں اور دوسرا اور تیسرا مرحلہ آپ کے جسم میں مکمل کرتا ہے۔ آپ کے خون میں شامل ہونے کے بعد یہ جرثومہ جگر میں پہنچتا ہے۔ جگر میں کچھ وقفہ گزارنے کے دوران اس میں تیزی سے ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں سیکڑوں جراثیم وجود میں آجاتے ہیں جو خون

کے سرخ ذرّات پر حملہ کرتے ہیں۔ جب یہ جراثیم خون میں شامل ہوتے ہیں تو لرزے کے ساتھ بخار چڑھ آتا ہے۔ خون کے سرخ ذرّات ہی ان جراثیم کی غذا ہیں۔ نامکمل علاج کی صورت میں ان کی قوتِ مدافعت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے ماہر طبیب ایسے مریض کا علاج زیادہ طاقتور دوا سے کرتا ہے۔ ملیریا کو معمولی بیماری نہیں سمجھنا چاہیے۔

کمبوڈیا میں ملیریا کے جرثومے کی ایک اور قسم ملی ہے۔ اس پر کسی قسم کی دوا کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ کلوروکوئن کی کم مقدار مریض کو دینے کی وجہ سے جرثومے کی قوتِ مدافعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس پر اب کسی بھی طاقتور دوا کا اثر نہیں ہو رہا۔ دوسرے ملکوں کے لوگ جب کمبوڈیا آتے ہیں تو اپنے ساتھ یہ خطرناک جرثومہ اپنے ملک لے جاتے ہیں۔ اس طرح پلازموڈیم فالسی فیرم نامی یہ جرثومہ دھیرے دھیرے ساری دنیا میں پھیل رہا ہے۔

اپنی برادری کی ایک اہم بات میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ۱۹۵۰ء سے قبل کی بات ہے جب دوسری جنگِ عظیم واقع ہوئی تھی۔ اس جنگ میں آپ انسانوں نے ایک دوسرے کے خون کو پانی کی طرح بہایا تھا۔ بہت مہلک ہتھیار ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیے تھے۔ جب اس سے بھی آپ کا دل نہیں بھرا تو آپ ہماری جانب بھی متوجہ ہوگئے اور ڈی ڈی ٹی جیسی جراثیم کش دوا آپ نے ہمارے خلاف استعمال کی۔ پہلے تو ہم بہت گھبرائے لیکن اب ہم میں قوتِ مدافعت پیدا ہوگئی ہے۔ ڈی ڈی ٹی کے چھڑکاؤ سے ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ ہم نے آپ کے اس ہتھیار پر قابو پا لیا ہے۔

میرے منجھلے بھائی کیولیکس کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ اس کا پورا خاندان آپ کے خون کا پیاسا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک خطرناک بیماری فیل پا (ہاتھی پاؤں) ہوجاتی ہے۔ اس کا جرثومہ اپنا دورِ حیات کیولیکس اور انسانی جسم میں پورا کرتا ہے۔ فیل پا میں پیر غیر معمولی طور پر موٹے ہوجاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے سوجن آگئی ہو۔ فیل پا کا جرثومہ رات میں ۱۲ ربجے متحرک ہوتا ہے اس لیے ماہرین خون کا نمونہ رات میں بارہ بجے لیتے ہیں۔

میرا تیسرا بھائی ایڈِس اَیجپٹی (aedes aegypti) ہے جو انتہائی شاطر اور خطرناک ہے۔ یہ ڈینگو بخار پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔ صبح کے وقت بچہ بھلا چنگا اسکول جاتا ہے، شام میں بخار اسے گھیر لیتا ہے۔ ایڈِس ہمارے خاندان کا ایسا فرد ہے جو انسانوں کو دن ہی میں کاٹنا پسند کرتا ہے۔ اس کے ذریعے ڈینگو وائرس اپنے شکار کے جسم میں منتقل ہوجاتا ہے۔ ہمارا یہ بھائی بڑا صفائی پسند ہے اس لیے وہ گلدستوں، بوتلوں، کولروں، ٹینکوں، ٹائروں میں بھرے پانی کو اپنا مسکن بناتا ہے۔ غرض میرا پورا خاندان آپ کو تکلیف پہنچانے والا ہے لیکن میں آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔ یقیناً اب آپ نے تاڑ لیا ہوگا کہ میں کون ہوں۔ جی ہاں، میں انافلیس (anopheles) نر مچھر ہوں۔

آپ کو اپنی صحت کی فکر خود کرنی چاہیے جس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ گھر کے ہر حصے میں سورج کی روشنی پہنچانے کا انتظام کریں۔ اگر گھر کے آس پاس سے پانی ہٹانا مشکل ہو تو پانی میں گمبوسا نام کی مچھلیاں چھوڑ دیں جو ہمارے خاندان کے لاروے کو کھا جاتی ہیں۔ بہرحال، احتیاط علاج سے بہتر ہے۔ یاد رکھیے احتیاط کریں گے تو علاج کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

معانی و اشارات

بے ضرر	تکلیف نہ دینے والا	Harmless
کڑیل	مضبوط	Stout
خلل	دخل، رکاوٹ	Disturbance
تاڑ لینا	دیکھ لینا، سمجھ لینا	To guess
قوتِ مدافعت	بچاؤ کی طاقت	Immunity
ماہر	ہوشیار	Specialist
طبیب	حکیم، ڈاکٹر	Doctor
مہلک	جان لیوا	Fatal
بال بیکا نہ ہونا	کچھ برا اثر نہ پڑنا	Safe escape
شاطر	بہت چالاک	Shrewd, cunning
مسکن	رہنے کی جگہ	Abode, dwelling

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ مچھر کی بیان کردہ جن خوبیوں کو آپ مکاری سمجھتے ہیں انھیں قلم بند کیجیے۔

✧ مچھروں کے خاندانی نام لکھیے۔

✧ مچھر کے افرادِ خانہ کے نام تحریر کیجیے۔

✧ ستون 'الف' میں مچھروں کے نام اور 'ب' میں ان سے متعلق باتیں دی ہوئی ہیں۔ان کی صحیح جوڑیاں لگائیے۔

مچھروں کے نام	غذا / بیماری
انافلیس (نر)	فیل پا
انافلیس (مادہ)	ڈینگو
کیولیکس	سبزی خور
ایڈس آجپٹی	انسانی خون
	ملیریا کا جرثومہ

✧ مادہ مچھر کے مساوات کی علمبردار ہونے کی حقیقت بیان کیجیے۔

✧ ”میرے خاندان کے ایک ایک فرد سے اچھے اچھے کڑیل جوان پتے کی طرح کانپتے ہیں۔“ جملے میں خط کشیدہ الفاظ تکرار سے آئے ہیں۔ سبق میں ایسی کئی ترکیبیں ملتی ہیں، انھیں تلاش کر کے لکھیے۔

✧ چوکون کے سامنے مچھروں کے لیے مناسب لفظ لکھیے۔

- جوڑ دار پیروں والی جماعت
- ملیریا کا جرثومہ
- ملیریا کے جرثومے کا علاج
- مچھروں کے لیے جراثیم کش دوا

✧ سبق کی مدد سے ایڈس آجپٹی کے بارے میں لکھیے۔

ایڈس آجپٹی

✧ انافلیس (نر) مچھر سے متعلق شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

انافلیس (نر)

آمد — غذا — پسند — واپسی

✧ ملیریا سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے عضو کا نام لکھیے۔

✧ مچھر جہاں جہاں قیام کرتا ہے اُن جگہوں کے نام لکھیے۔

✧ ملیریا کے جرثومے کے حیاتی دَور کو مرحلہ وار لکھیے۔

✧ 'احتیاط علاج سے بہتر ہے۔' اس قول کی وضاحت کیجیے۔

✧ خاکہ مکمل کیجیے۔

پلازموڈیم فالسی فیرم	پہلا دورِ حیات	
	دوسرا اور تیسرا دورِ حیات	

✧ ملیریا کے مرض کے مختلف مراحل کو ترتیب سے لکھیے۔

۱۔ تیز بخار آنا ۲۔ مچھر کا کاٹنا

۳۔ جگر کا متاثر ہونا ۴۔ سرخ ذرات پر حملہ ہونا

۵۔ لرزہ طاری ہونا

✧ مچھر کے منجھلے بھائی اور بڑے بھائی کے ذریعے ہونے والے امراض کے نام تحریر کیجیے۔

✧ سبق کی مدد سے مچھر کا خاندانی شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

خاندانی نام

....	مادہ
منجھلا بھائی	بڑا بھائی
....	....

✧ سبق سے محاورے تلاش کر کے لکھیے۔

✧ سابقہ 'بے' سے 'بے سرے' جیسے دو بامعنی الفاظ بنا کر لکھیے۔

✧ 'سبزی خور' جیسی ترکیب والے مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

✧ لاحقہ 'بردار' سے دو بامعنی الفاظ بنائیے۔

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ اسے خوبصورت بچے اور عورتیں زیادہ پسند ہیں۔ اس لیے وہ انھی کو زیادہ تکلیف دیتی ہے۔
(جملے میں خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھ کر جملے کو دوبارہ لکھیے)

۲۔ میں سورج کی آمد کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹ جاتا ہوں۔
(خط کشیدہ لفظ کی بجائے اس کا ہم معنی لفظ لکھیے)

۳۔ ماہر طبیب ایسے مریض کا علاج زیادہ طاقتور دوا سے کرتا ہے۔ (خط کشیدہ لفظ کا ہم معنی لفظ لکھیے)

۴۔ ڈی ڈی ٹی کے چھڑکاؤ سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (خط کشیدہ لفظوں کے لیے سبق سے محاورہ تلاش کر کے لکھیے)

۵۔ صبح کے وقت بچہ بھلا چنگا اسکول جاتا ہے، شام میں بخار اسے گھیر لیتا ہے۔
(جملے سے الفاظ کی ضد تلاش کر کے لکھیے)

✧ سبق سے تلاش کر کے لکھیے۔

ملیریا کے علاج کی دوا	
جراثیم کش دوا	

تحریری سرگرمی

✧ 'ایک مچھر کی آپ بیتی' عنوان پر مضمون لکھیے۔

✧ دیے ہوئے نکات کی مدد سے رسمی/غیر رسمی خط لکھیے۔

صفائی کریں — ڈینگو سے بچیں — مچھر بھگائیں

گندے پانی کی نکاسی — گڑھے اور نالیوں کی صفائی

جراثیم کش ادویات کا چھڑکاؤ — جمع پانی کی نکاسی

بھنگار اور بے کار اشیا کی صفائی

پانی ہر دو تین دن کے بعد تبدیل

✧ ہیلتھ آفیسر کے نام عریضہ لکھیں اور صفائی کی درخواست کریں۔

✧ شہر میں ڈینگو کی بیماری پھیل چکی ہے۔ چھوٹے بھائی/بہن کو خط لکھ کر احتیاطی تدابیر بتائیں۔

کہاوت (Proverb)

آپ نے ایسے جملے ضرور سنے یا پڑھے ہوں گے:

جیسی کرنی ویسی بھرنی

جیسا بوؤ گے، ویسا کاٹو گے

جیسے کو تیسا

ان جملوں سے پتا چلتا ہے کہ آپ جیسا عمل کریں گے، اس عمل کا حاصل ویسا ہی ہوگا۔ اچھا عمل کریں گے تو حاصل بھی اچھا ہوگا۔ اوپر کے فقرے/ جملے دراصل کسی لمبی بات کو وضاحت سے نہ کہتے ہوئے چند لفظوں میں بیان کرنے کی مثالیں ہیں۔ ایسے فقرے یا جملے '**کہاوت**' یا '**ضرب المثل**' کہلاتے ہیں۔ بولتے یا لکھتے وقت کہاوت کے استعمال سے بات میں زور اور اثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہاوتیں بھی آپ نے سنی یا پڑھی ہوں گی:

جس کی لاٹھی، اس کی بھینس (یعنی اپنی طاقت کے بل پر کمزور کو دبایا جاسکتا ہے)

چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات (یعنی کچھ دن تو عیش و آرام کے ہوتے ہیں پھر مصیبت کا وقت آتا ہے)

مان نہ مان، میں تیرا مہمان (یعنی کسی کے کام میں زبردستی دخل دینا)

آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا (ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں پھنس جانا)

❖ **اپنے استاد کی مدد سے پانچ کہاوتیں تلاش کر کے معنی کے ساتھ لکھیے۔**

اضافی معلومات

مفید اور مضر جراثیم

ہمارے اطراف نیز تمام جانداروں کے جسم پر اور جسم کے اندر ہزاروں لاکھوں خوردبینی جاندار پائے جاتے ہیں۔ ان کی کئی قسمیں ہیں۔ جراثیم بھی خوردبینی جاندار ہیں۔ عام طور پر جراثیم کے تعلق سے یہ غلط فہمی ہے کہ یہ جانداروں میں مختلف بیماریاں پھیلاتے ہیں۔ لیکن ان میں کئی جراثیم ایسے بھی ہیں جو فائدہ مند ہیں مثلاً دودھ کو دہی میں تبدیل کرنے والا جرثومہ لیکٹوبیسی لائے جو دودھ کی شکر لیکٹوز کو لیکٹک ایسڈ میں تبدیل کر کے دودھ میں دہی کی کھٹاس پیدا کر دیتا ہے۔

ہمارے ہاضمے کے نظام میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو ان جراثیم کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے۔ یہ بائی فیڈو بیکٹیریم کہلاتے ہیں۔ زمین کی زرخیزی بڑھانے میں بھی جراثیم اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پھل دار پودوں کی جڑوں میں گانٹھیں ہوتی ہیں جن میں رائزوبیم نامی جراثیم پائے جاتے ہیں۔ یہ ہوا کی نائٹروجن کو نائٹروجنی مرکبات میں تبدیل کر کے پروٹین کا بیش قیمت ذریعہ بن جاتے ہیں۔ چند جراثیم کچرے میں موجود نامیاتی مادّوں کا تجزیہ کر کے انھیں کھاد میں تبدیل کرتے ہیں۔

سائنس دانوں کے مطابق جراثیم کی قسموں میں ۹۹ فی صد جراثیم فائدہ مند ہوتے ہیں۔ صرف ایک فی صد نقصان دہ ہیں مثلاً غذا کو خراب کرنے والے جراثیم 'کلاسٹریڈیم' کہلاتے ہیں۔ ایسی غذا استعمال کرنے سے انسان قے اور دست کا شکار ہو جاتا ہے۔ نقصان دہ جراثیم مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں مثلاً 'وائبرو کالری' ہیضہ پھیلاتا ہے۔ 'مائیکو بیکٹیریم' دق کی وجہ بنتا ہے۔ 'مائیکو بیکٹیریم لیپری' جذام کا باعث، 'سیڈومو ناس' نمونیا کا، 'نیسیریا مینن جیٹی ڈس' دماغی بخار کا سبب ہے۔

مختلف امراض سے نجات کے لیے عام طور پر ڈاکٹر اینٹی بائیوٹکس دیتے ہیں لیکن ماہرین کا خیال ہے کہ جراثیم میں اینٹی بائیوٹکس کے خلاف بڑھتی ہوئی مدافعت کے باعث ایک دن ایسے جراثیم وجود میں آ جائیں گے جن کے خلاف ہر دوا ناکارہ ثابت ہوگی۔

۴۔ بمبئی سے احمد نگر تک

ابوالکلام آزاد

پہلی بات : ہمارا ملک انگریزوں کی غلامی سے ۱۹۴۷ء میں آزاد ہوا لیکن اس آزادی کی خاطر ہمارے رہنماؤں کو کس قدر قربانیاں دینی پڑیں اور عوام نے کیا کیا مشقتیں جھیلیں، اس کا ہمیں اندازہ نہیں ہے۔ ۸؍اگست ۱۹۴۲ء میں 'بھارت چھوڑو' تحریک کا آغاز ہوا اور ہمارے بہت سے لیڈر گرفتار کرلیے گئے۔ بعض مجاہدینِ آزادی نے جیلوں میں اپنے حالات قلم بند کیے تھے۔ تحریکِ آزادی کے ایک بلند مرتبہ رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اپنے خطوط میں قید کے دوران جیل کے حالات اور اپنے تجربات بیان کیے ہیں۔ ذیل کا خط ان کی کتاب 'غبارِ خاطر' سے ماخوذ ہے۔ انگریز حکومت نے مولانا ابوالکلام آزاد کو ۹؍اگست ۱۹۴۲ء کو 'بھارت چھوڑو' تحریک کے آغاز کے وقت ممبئی میں گرفتار کیا اور احمد نگر کے قلعے میں نظر بند کردیا تھا۔ مولانا نے اس خط میں ''بمبئی سے احمد نگر تک'' کی روداد سفرنامے کے انداز میں لکھی ہے۔

جان پہچان : مولانا ابوالکلام آزاد کا پورا نام محی الدین احمد تھا۔ وہ ۱۱؍نومبر ۱۸۸۸ء کو مکے میں پیدا ہوئے۔ وہ بڑے مجاہدِ آزادی، عالمِ دین، مفسرِ قرآن، سیاسی رہنما اور بلند پایہ ادیب تھے۔ آزادی کی جدوجہد کے دوران کئی مرتبہ قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں۔ آزادی کے بعد وہ ملک کے پہلے وزیرِ تعلیم مقرر ہوئے۔ انھوں نے قلعۂ احمد نگر کی قید کے دوران اپنے دوست نواب صدر یار جنگ اور مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے نام جو خطوط لکھے وہ 'غبارِ خاطر' کے نام سے شائع ہوئے۔ ۲۲؍فروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔

حسبِ معمول چار بجے اٹھا لیکن طبیعت تھکی ہوئی اور سر میں گرانی سخت تھی۔ میں نے اسپرین کی دو گولیاں منہ میں ڈال کر چائے پی اور قلم اُٹھایا کہ بعض ضروری خطوط کا مسودہ لکھ لوں جو رات کی تجویز کے ساتھ پریسیڈنٹ روز ویلٹ وغیرہ کو بھیجنا طے پایا تھا۔ سامنے سمندر میں بھاٹا ختم ہو چکا تھا۔ رات کی اُمس بھی ختم ہوگئی تھی۔ اب جوار کی لہریں ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور ہوا کے ٹھنڈے اور نم آلود جھونکے بھیجنے لگی تھیں۔

بے اختیار ہو کر قلم رکھ دیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ پھر اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے سڑک پر موٹر کاریں گزر رہی ہوں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ کئی کاریں مکان کے احاطے میں داخل ہوگئی ہیں اور اس بنگلے کی طرف جا رہی ہیں جو مکان کے پچھواڑے میں واقع ہے اور جس میں صاحبِ مکان کا لڑکا دھیرو رہتا ہے۔ پھر خیال ہوا میں خواب دیکھ رہا ہوں اور اس کے بعد گہری نیند میں ڈوب گیا۔ شاید اِسی حالت میں دس بارہ منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے میرا پیر دبا دیا۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دھیرو ایک کاغذ ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے، ''دو فوجی افسر ڈپٹی کمشنر پولس کے ساتھ آئے ہیں اور یہ کاغذ لائے ہیں۔'' گو اتنی ہی خبر میرے لیے کافی تھی مگر میں نے کاغذ لے لیا۔

میں نے دھیرو سے کہا، ''مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا۔ ان سے کہہ دو کہ انتظار کریں۔'' پھر غسل کیا، کپڑے پہنے،

چند ضروری خطوط لکھے اور باہر نکلا تو پانچ بج کر پینتالیس منٹ ہوئے تھے۔ کار باہر نکلی تو صبح مسکرا رہی تھی۔ کار وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہنچی تو اس کا پچھلا حصہ ہر طرف سے فوجی پہرے کے حصار میں تھا اور اگرچہ لوکل ٹرینوں کی روانگی کا وقت گزر رہا تھا لیکن مسافروں کا داخلہ روک دیا گیا تھا۔ صرف ایک پلیٹ فارم پر کچھ ہل چل دِکھائی دیتی تھی کیونکہ ایک انجن ریسٹورنٹ کار کو ڈھکیل ڈھکیل کر ایک ٹرین سے جوڑ رہا تھا۔ معلوم ہوا یہی کاروانِ خاص ہے جو ہم زندانیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ بعض احباب جو مجھ سے پہلے پہنچائے جاچکے تھے ان کے چہروں پر بے خوابی اور ناوقت کی بیداری بول رہی تھی۔ کوئی کہتا تھا، ''رات دو بجے سویا اور چار بجے اُٹھا دیا گیا۔'' کوئی کہتا، ''بہ مشکل ایک گھنٹا نیند کا ملا ہوگا۔'' میں نے کہا، ''معلوم نہیں سوئی ہوئی قسمت کا کیا حال ہے؟ اسے بھی کوئی جگانے کے لیے پہنچایا نہیں۔'' ساڑھے سات بج چکے تھے کہ ٹرین نے کوچ کی سیٹی بجائی۔ بمبئی میں جو افواہیں گرفتاری سے پہلے پھیلی ہوئی تھیں ان میں احمد نگر کے قلعے اور پونہ کے آغا خان پیلس کا نام یقین کے ساتھ لیا جارہا تھا۔ جب کلیان اسٹیشن سے ٹرین آگے بڑھی اور پونہ کی راہ اختیار کی تو سب کو خیال ہوا غالبًا منزل پونہ ہی ہے۔ لیکن جب پونہ قریب آیا تو ایک غیر آباد اسٹیشن پر صرف بعض رفقا اُتار لیے گئے اور بمبئی کے مقامی قافلے کو بھی اُترنے کے لیے کہا گیا مگر ہم سے کچھ نہیں کہا گیا۔ اب احمد نگر ہر شخص کی زبان پر تھا کیونکہ اگر پونہ میں ہم نہیں اُتارے گئے تو پھر اس رُخ پر احمد نگر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔ ایک صاحب نے جو انھی اطراف کے رہنے والے ہیں، بتلایا کہ پونہ اور احمد نگر کا باہمی فاصلہ ستّر اسّی میل سے زیادہ نہیں، اس لیے زیادہ سے زیادہ دو ڈھائی گھنٹے کا سفر سمجھنا چاہیے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ملک کے تقریباً تمام تاریخی مقامات دیکھنے میں آئے مگر قلعۂ احمد نگر دیکھنے کا کبھی اِتفاق نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ جب بمبئی میں تھا تو قصد بھی کیا تھا مگر پھر حالات نے مہلت نہ دی۔ یہ شہر ہندوستان کے ان خاص مقامات میں ہے جن کے ناموں کے ساتھ صدیوں کے انقلابوں کی داستانیں وابستہ ہوگئی ہیں۔ پہلے یہاں بھینگر نامی ندی کے کنارے ایک اِسی نام کا گاؤں آباد تھا۔ پندرھویں صدی مسیح کے آخر میں جب دکن کی بہمنی حکومت کمزور پڑ گئی تو ملک احمد نظام الملک بھیری نے علمِ استقلال بلند کیا اور بھینگر کے قریب احمد نگر کی بنیاد ڈال کر جنّر کی جگہ اسے شہر بنایا۔ اس وقت سے نظام شاہی مملکت کا دار الحکومت یہی مقام بن گیا۔ چند برسوں کے اندر اس شہر نے وہ رونق و وسعت پیدا کر لی تھی کہ بغداد اور قاہرہ کا مقابلہ کرنے لگا تھا۔ یہی احمد نگر کا قلعہ ہے جس کی سنگی دیواروں پر برہان نظام شاہ کی بہن چاند بی بی نے اپنے عزم و شجاعت کی یادگارِ زمانہ داستانیں کندہ کی تھیں۔

دو بجنے والے تھے کہ ٹرین احمد نگر پہنچی۔ اسٹیشن میں سنّاٹا تھا۔ صرف چند فوجی افسر ٹہل رہے تھے۔ انھی میں مقامی چھاؤنی کا کمانڈنگ آفیسر بھی تھا جس سے ہمیں ملایا گیا۔ ہم اُترے اور فوراً اسٹیشن سے روانہ ہوگئے۔ اسٹیشن سے قلعے تک سیدھی سڑک چلی گئی ہے۔ راہ میں کوئی موڑ نہیں ملا۔ میں سوچنے لگا کہ مقاصد کے سفر کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ جب قدم اُٹھا دیا تو پھر کوئی موڑ نہیں ملتا۔ اگر مڑنا چاہیں تو صرف پیچھے ہی کی طرف مڑ سکتے ہیں لیکن پیچھے مڑنے کی راہ یہاں پہلے سے بند ہوجاتی ہے۔

اسٹیشن سے قلعے تک کی مسافت زیادہ سے زیادہ دس بارہ منٹ کی ہوگی۔ قلعے کا حصار پہلے کسی قدر فاصلے پر دِکھائی دیا۔

پھر یہ فاصلہ چندلمحوں میں طے ہوگیا۔ اب اس دنیا میں جو قلعے سے باہر ہے اور اس میں جو قلعے کے اندر ہے، صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ چشم زدن میں یہ بھی طے ہوگیا اور ہم قلعے کی دنیا میں داخل ہوگئے۔ غور کیجیے تو زندگی کی تمام مسافتوں کا یہی حال ہے۔ خود زندگی اور موت کا باہمی فاصلہ بھی ایک قدم سے زیادہ نہیں ہوتا۔

معانی واشارات

گرانی - بھاری پن	Heaviness	
مسودہ - لکھا ہوا کاغذ	Manuscript	
اُمس - ماحول کا بھاری پن	Sultry condition	
جوار بھاٹا - مدو جزر	High and low tides	
حصار - احاطہ، گھیرا	Fence, boundary	
زندانی - قیدی	Prisoner	
کوچ - روانگی	Embarkment	
قصد - ارادہ	Intention, Plan	
دارالحکومت - راجدھانی	Capital	
عَلمِ استقلال - اپنے پکے ارادے کا جھنڈا	Flag of consistency	
عزم وشجاعت - پکا ارادہ اور بہادری	Bravery	
کندہ کرنا - کھودنا	Carve	
چشم زدن میں - پلک جھپکتے ہی	In a wink of eye	
مسافت - فاصلہ	Distance	

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

✧ 'جان پہچان' کی مدد سے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

مولانا ابوالکلام آزاد
- پیدائش: ....
- اصل نام: ....
- انتقال: ....

✧ سبق کی مدد سے مولانا آزاد کی گرفتاری کے دن کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

حسب معمول میں
↓
بیدار ہوا ― ( )
↓
تیار ہوکر باہر نکلا ― ( )
↓
ٹرین نے کوچ کی سیٹی بجائی ― ( )
↓
احمد نگر پہنچے ― ( )

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ میں نے اسپرین کی دو گولیاں منہ میں ڈالی۔
(جملے میں مبتدا اور خبر پہچان کر لکھیے)

۲۔ جس کی سنگی دیواروں پر __چاند بی بی__ نے اپنے عزم و شجاعت کی یادگار زمانہ داستانیں کندہ کی تھیں۔
(خط کشیدہ اسم کی قسم پہچانیے)

۳۔ جس میں صاحبِ مکان کا لڑکا دھیرو رہتا ہے۔
(جملے میں فعل کو خط کشیدہ کیجیے)

۴۔ اسٹیشن سے قلعے تک کی مسافت زیادہ سے زیادہ __دس بارہ__ منٹ کی ہوگی۔ (خط کشیدہ صفت پہچانیے)

۵۔ میں نے دھیرو سے کہا، ''مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا، ان سے کہہ دو کہ انتظار کریں۔''
(''مجھے .... کریں۔'' اس جملے میں استعمال کی گئی علاماتِ اوقاف کے نام لکھیے)

✧ مولانا آزاد کے بے اختیار ہوکر قلم رکھ دینے کا سبب بیان کیجیے۔

✧ سبق میں بیان کیے گئے سمندر کے منظر کو اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

✧ فوجی افسروں کی آمد کے بعد مولانا آزاد کی مصروفیت قلم بند کیجیے۔

✧ ناوقت کی بیداری پر مولانا آزاد اور ان کے رفقا کے تبصرے اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

✧ بمبئی سے احمد نگر تک مولانا ابوالکلام کے سفر کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

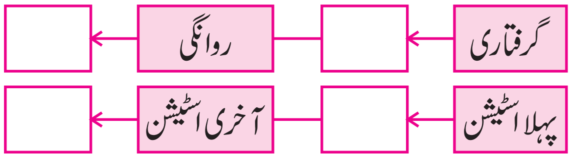

✧ نظر بند کرنے کے لیے احمد نگر قلعہ لے جانے پر مولانا کے تاثرات تحریر کیجیے۔

✧ احمد نگر کی خصوصیات سے ذیل کے ویب خاکے کو مکمل کیجیے۔

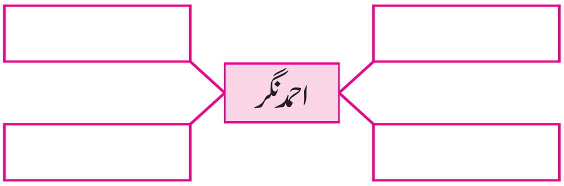

✧ سبق میں مولانا ابوالکلام نے تین جگہوں پر اپنے ذاتی تاثرات بیان کیے ہیں، انھیں تلاش کر کے نقل کیجیے۔

✧ احمد نگر کے قلعے کی تاریخی حیثیت پر پانچ جملے لکھیے۔

✧ ذیل کے جملے سے ایسا سوالیہ جملہ ترتیب دیجیے جس کا جواب جملے کے خط کشیدہ الفاظ ہوں۔

۱۔ مجھے ڈیڑھ گھنٹا تیاری میں لگے گا۔

۲۔ ٹرین احمد نگر پہنچی۔

۳۔ نظام الملک بھیری نے احمد نگر کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ رات دو بجے سویا اور چار بجے اُٹھا دیا گیا۔

۵۔ زندگی اور موت کا باہمی فاصلہ ایک قدم سے زیادہ نہیں۔

✧ سبق سے اسم خاص اور اسم عام کی پانچ پانچ مثالیں لکھیے۔

✧ ذیل کے واحد کی جمع اور جمع کے واحد سبق سے تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ رفیق	۲۔ مقام	۳۔ مقصد
۴۔ خط	۵۔ طرف	۶۔ عزائم
۷۔ حال	۸۔ مسافت	۹۔ مسودات
۱۰۔ داستان		

تحریری سرگرمی

✧ تاریخی مقامات کی حفاظت/تاریخی ورثے کی حفاظت کے لیے پانچ مخصوص نعرے لکھیے۔

✧ کسی تاریخی یا تفریحی مقام کی سیر کی روداد لکھیے۔

✧ اپنے کزن کے نام خط لکھیے اور تعلیمی سیر کے بارے میں معلومات دیجیے۔

✧ سبق 'بمبئی سے احمد نگر تک' پڑھ کر اپنی ذاتی ڈائری لکھیے۔

عملی قواعد

جملے کی قسمیں (Types of sentence)

بیانیہ جملہ (Narrative sentence)

ان جملوں کو پڑھیے۔

رات کی اُمس ختم ہو گئی تھی۔

لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔

کسی نے میرا پیر دبا دیا۔

کار وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر پہنچی۔

ان جملوں سے ہمیں کچھ پتا چلتا ہے مثلاً پہلے جملے سے رات کی ایک خاص حالت کے ختم ہونے کی خبر ملتی ہے۔ مثالوں کے دوسرے جملے بھی یہی کچھ بتاتے ہیں۔ ایسا جملہ جس سے کسی واقعے کی خبر ملتی ہو، **'بیانیہ جملہ'** (narrative sentence) کہلاتا ہے۔

7TR3FF

۵۔ مجاہدِ آزادی عبدالحمید انصاری

اِدارہ

پہلی بات : انگریزی زبان کے ایک محاورے کے مطابق قلم تلوار سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔قلم کار اپنے مضامین اور کتابوں کے ذریعے لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور سماج میں بیداری پیدا کرتے ہیں۔ انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی میں شامل ہمارے کئی رہنماؤں نے یہ طریقہ اپنایا اور اخبارات نکالے۔ انھی عظیم انقلابیوں میں عبدالحمید انصاری بھی تھے جنھوں نے اس مقصد کے تحت اُردو اخبار 'انقلاب' جاری کیا تھا۔ ذیل کے مضمون میں ان کے حالاتِ زندگی اور کارنامے بیان کیے گئے ہیں۔ اس مضمون کی تیاری میں جاوید جمال الدین کی کتاب 'عبدالحمید انصاری: انقلابی صحافی اور مجاہدِ آزادی' سے مدد لی گئی ہے۔

روزنامہ 'انقلاب' ممبئی کے بانی اور مجاہدِ آزادی عبدالحمید انصاری کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے جو ذاتی جدوجہد سے عظمت، مقام اور مرتبہ حاصل کرتی ہیں۔ عبدالحمید انصاری ۳۱/ دسمبر ۱۹۰۶ء کو ممبئی میں پیدا ہوئے۔ ابھی ان کی عمر دس برس کی تھی کہ والدین کا انتقال ہوگیا۔ کچھ عرصہ بہن خدیجہ اور بڑے بھائی عبدالرحمٰن نے انھیں سنبھالا۔ حالات اور سخت ہوئے تو سر محمد یوسف کے قائم کردہ یتیم خانے واقع نہوا شیوا میں انھیں داخل کردیا گیا۔ عبدالحمید نے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ بعد میں وہ انجمن اسلام ہائی اسکول، ناگپاڑہ میں داخل ہوئے۔ اُردو فائنل اور انگریزی کی تین جماعتیں کامیاب کیں۔ ابتدا میں روزگار کے لیے ٹیوشن پڑھایا۔ عارضی طور پر مدرّسی کا پیشہ اختیار کیا مگر قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔

اس زمانے میں آزادی کے متوالے پورے ملک میں سرگرمِ عمل تھے۔ علی برادران کی خلافت تحریک میں گاندھی جی کی شمولیت نے ہندو مسلمانوں کو قریب کردیا تھا۔ لوگ جوق در جوق آزادی کی جدوجہد سے جڑ رہے تھے۔ نوجوانوں میں جوش وخروش تھا۔ سماجی اور فلاحی اِدارے بھی خوب سرگرم تھے۔ اُن دِنوں ممبئی میں 'محفل افضال پیمبری' نیشنلسٹ مسلمانوں کی ایک فعال انجمن تھی۔ نوجوان عبدالحمید انصاری فرصت کے لمحات انجمن کے دفتر میں گزارتے تھے۔ انھوں نے اپنی سماجی، سیاسی سرگرمیاں یہیں سے شروع کیں اور اخیر عمر تک اس انجمن سے وابستہ رہے۔ خلافت تحریک کے دوران ممبئی میں 'مجلسِ احرار' کا دفتر قائم ہوا تو وہ اس سے بھی منسلک ہوگئے اور اس کے رضاکار بن کر پہلے سرخ پوش بنے، پھر کھدر پوش اور خلافت کی سند حاصل ہوئی تو جمعیۃ العلما کی مسندِ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔

عبدالحمید انصاری پرجوش نوجوان تھے۔ قدرت نے انھیں تحریر وتقریر کا ہنر عطا کیا تھا۔ مہاتما گاندھی نے جب نمک ستیہ گرہ کے لیے ڈانڈی کی طرف کوچ کیا تو ملک بھر میں نمک کے قانون کے خلاف احتجاج ہوا۔ ہزاروں احتجاجی گرفتار کرلیے گئے۔ انصاری صاحب بھی اس احتجاج میں شریک تھے، گرفتار کرکے پونہ کی ایروڈا جیل میں بھیج دیے گئے۔ قید کے دوران انھوں نے بہت کچھ سیکھا۔ ممتاز اہلِ قلم رہنماؤں کی صحبت میں رہ کر ان کی فکر میں نکھار آیا۔ وہ اُردو، فارسی، عربی زبانیں

جانتے تھے۔ جیل میں رہ کر انھوں نے مراٹھی، گجراتی اور انگریزی بھی سیکھ لی۔

عبدالحمید انصاری میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کسی کو دکھ اور تکلیف میں مبتلا دیکھتے تو تڑپ اُٹھتے۔ قید کے دوران قیدیوں کے ساتھ ہونے والے غیر انسانی سلوک نے انھیں بے چین کر دیا۔ وہ قیدیوں کو ایذا رسانی پر بھڑک اُٹھے اور جیل کے سپاہیوں اور وارڈن سے لڑنے جھگڑنے لگے۔ جیلر نے اس کا سخت بدلہ لیا۔ انھیں چکّی پیسنے کی سزا سنائی اور علیحدہ کوٹھری میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔ انصاری صاحب نے قدم پیچھے نہیں لیا۔ معافی مانگنا تو دُور، انھوں نے احتجاج جاری رکھا اور بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ انھوں نے کھانا بالکل بند کر دیا۔ بس پانی استعمال کرتے رہے۔ پھر ان کی صحت خراب ہونے لگی۔ انگریز جیلر پریشان ہو گیا۔ انگریز عدم تشدد، ستیہ گرہ اور ہڑتال سے پریشان ہو جاتے تھے۔ ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں۔ جیل سپرنٹنڈنٹ میجر مارٹن نے انھیں ہموار کرنے کی کوشش کی۔ کانگریس سے علیحدگی اور حکومت سے معافی مانگنے کی شرط پر تمام الزامات سے بری کرنے کی پیشکش بھی کی مگر ناکام رہا۔ تنگ آ کر انھیں ناقابلِ اصلاح قیدی قرار دے دیا گیا۔ ملکہ اور تاجِ برطانیہ سے بغاوت اور تشدّد کے الزام میں وہ کال کوٹھری میں قیدِ تنہائی کے سزاوار قرار دیے گئے۔

کال کوٹھری میں ان کا سامنا ایک ایسے سخت جمعدار سے ہوا جو انتہائی سنگ دل اور بے رحم تھا اور کمبل پریڈ کی سزا دینے میں پیش پیش رہتا تھا۔ انصاری صاحب کو ہمیشہ ڈراتا، دھمکاتا اور بات بے بات پر پٹائی کرتا تھا۔ انصاری صاحب خوف نہ کھاتے بلکہ ایک ہندوستانی ہونے کی وجہ سے اکثر اُس کی ذہن سازی کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے، ’’میں نے وطن کی محبت میں جیل کی زندگی بہ رضا قبول کی ہے۔ میں ایک ایسے رسولؐ کا اُمتی ہوں جس نے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا۔‘‘

انصاری صاحب جیل سے رہائی کے بعد صحافت کے میدان میں سرگرم ہو گئے۔ روزنامہ ’الہلال‘ کے مدیر، طابع اور ناشر رہے۔ اشتعال انگیز مضمون لکھنے کے جرم میں انھیں دوبارہ قید کر دیا گیا مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ دسمبر ۱۹۳۸ء میں انھوں نے روزنامہ ’انقلاب‘ جاری کیا اور اپنی بے باک تحریروں سے آزادی کے تصور کو عام کیا۔ انصاری صاحب سچے محبّ وطن اور ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ’’جب تک ہندو مسلم شیر و شکر نہیں ہو جاتے تب

ڈانڈی یاترا

ڈانڈی یاترا ہندوستان کی تحریک آزادی کا ایک اہم واقعہ ہے۔ مہاتما گاندھی سوراج پارٹی اور انڈین نیشنل کانگریس کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے میں لگے رہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے چھوت چھات، شراب نوشی، جہالت اور غربت کے خلاف بھی تحریک جاری رکھی۔ تحریک آزادی میں حصہ لینے کے لیے وہ ۱۹۲۸ء میں دوبارہ منظر عام پر آئے۔ انھوں نے سائمن کمیشن کی پرزور مخالفت کی۔ کلکتہ میں ہونے والے کانگریس کے ایک اجلاس میں ہندوستانیوں کے اقتدار کی تجویز بھی پاس کروائی اور ایسا نہ ہونے پر انھوں نے عدم تعاون تحریک کی دھمکی دی۔

جب انگریز حکومت نے نمک پر بھاری ٹیکس لگا دیا تو عوام کو بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسے ماحول میں گاندھی جی نے نمک ستیہ گرہ کا اعلان کیا۔ ۱۲/ مارچ سے ۶/ اپریل ۱۹۳۰ء تک جاری اس ستیہ گرہ کو ’ڈانڈی یاترا‘ بھی کہتے ہیں۔ گاندھی جی اپنے ۸۰/ ساتھیوں کے ساتھ احمد آباد سے گجرات کے ساحلی شہر ڈانڈی کی طرف روانہ ہوئے اور ۳۹۰/ کلومیٹر کا پیدل سفر طے کر کے ڈانڈی پہنچے جہاں گاندھی جی نے نمک کا قانون توڑا۔ اس یاترا کو "White flowing river" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس یاترا میں شریک سبھی افراد سفید کھدر کا لباس پہنے ہوئے تھے۔

تک یہ جوش و مسرت بے کار ہے۔" ۱۵؍ اگست ۱۹۴۷ء کو ملک کی آزادی کی مبارکباد دیتے ہوئے 'انقلاب' کے اداریے میں انھوں نے لکھا، "آزادی کا جشن تنہا نہ منایا جائے۔ ہندو اور مسلمان مل کر جشن منائیں۔"

انصاری صاحب پوری زندگی "ارادے بلند رکھو اور کوشش کیے جاؤ" کے قول پر عمل پیرا رہے۔ ۵؍ مارچ ۱۹۷۲ء کو عارضۂ قلب کے باعث ان کا انتقال ہوا۔

معانی و اشارات

عارضی طور پر - تھوڑے وقت کے لیے Temporary

جوق در جوق - بھیڑ بھاڑ کرنا Rushing

فلاحی ادارہ - عوام کی بھلائی کے کام کرنے والا ادارہ Welfare institution

سرگرم ہونا - لگن اور جوش کے ساتھ مصروف ہونا To be active

فعال - بہت کام کرنے والا Active

احرار - حُر کی جمع، آزاد Free

منسلک ہونا - تعلق رکھنا To be connected

رضا کار - اپنی مرضی سے سماجی کام کرنے والا Volunteer

ایذا رسانی - تکلیف پہنچانا Torture

بھڑک اُٹھنا - غصّے میں آ جانا To be angry

قدم پیچھے نہ لینا - ارادے پر جمے رہنا To be determined

بری - آزاد Discharge

ملکہ - مراد انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ Victoria the queen

تاجِ برطانیہ - برطانوی حکومت British Empire

ذہن سازی - کسی بات یا عمل کے لیے لوگوں کو سمجھانا/ تیار کرنا To build consensus

بہ رضا - خوشی/ مرضی سے Willingly

پائے استقامت میں لغزش نہ آنا - پکے ارادے سے بالکل نہ ہٹنا To be stubborn

شیر و شکر نہ ہونا - میل ملاپ نہ ہونا، اتحاد و اتفاق نہ ہونا Disagree, Discord

مشقی سرگرمیاں

سبق پڑھ کر دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✣ سبق کی مدد سے عبدالحمید انصاری کے بارے میں رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

عبدالحمید انصاری

- پیدائش ← ....
- عمر کا دسواں سال ← ....
- دیکھ بھال ← ....
- ابتدائی تعلیم ← ....
- ہائی اسکول ← ....

✣ ستون 'الف' اور ستون 'ب' میں مناسب جوڑیاں لگائیے۔

	ستون 'الف'	ستون 'ب'
۱۔	اخبار	خلافت
۲۔	انجمن	ہلال
۳۔	تحریک	مجلسِ احرار
۴۔	رضا کار	افضالِ پیمبری
۵۔	مدیر، طابع و ناشر	انقلاب

✣ درج ذیل فقروں کے لیے مناسب لفظ/ ترکیب لکھیے۔

۱۔ وطن کی جدوجہد آزادی میں حصہ لینے والے لوگ

۲۔ ایسے بچے جن کے ماں اور باپ انتقال کر گئے ہوں

۳۔ لڑائی جھگڑے کے بغیر آزادی کی جدوجہد

۴۔ وطن سے سچی محبت رکھنے والے

✧ صرف نام لکھیے۔

۱۔ ایروڈا جیل کے سپرنٹنڈنٹ ← ....

۲۔ 'الہلال' کے مدیر، طابع و ناشر ← ....

۳۔ ڈانڈی مارچ کے قائد ← ....

۴۔ خلافت تحریک کے بانی ← ....

۵۔ جیل کا سربراہ ← ....

✧ دیے ہوئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ جوق در جوق ۲۔ کوٹ کوٹ کر

✧ جس طرح انگریزی - انگلستان کی زبان

فارسی - فارس کی زبان

اسی طرح

عربی - ....

بنگالی - ....

گجراتی - ....

پنجابی - ....

✧ 'محفلِ افضالِ پیمبری' کی معلومات دیجیے۔

✧ ایروڈا جیل میں دوسری مرتبہ قید ہونے کی وجہ تحریر کیجیے۔

✧ سرخ پوش اور کھدر پوش بننے کے مرادی مفہوم بیان کیجیے۔

✧ عبدالحمید انصاری جن زبانوں سے واقف تھے ان کے نام لکھیے۔

✧ عبدالحمید انصاری میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس بیان کے ثبوت میں مثال تحریر کیجیے۔

✧ عبدالحمید انصاری کو تمام الزامات سے بری کرنے کے لیے میجر مارٹن کی شرط کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

✧ عبدالحمید انصاری کے وطن کی خاطر جیل جانے اور قید تنہائی قبول کرنے کا سبب بیان کیجیے۔

✧ یومِ آزادی سے متعلق عبدالحمید انصاری کے مشورے کو تحریر کیجیے۔

✧ سبق سے واوعطف کی مثالیں لکھیے۔

✧ سبق سے ایسے الفاظ تلاش کیجیے جن میں سابقے اور لاحقے استعمال کیے گئے ہیں۔

✧ مجاہدینِ آزادی کے لیے استعمال کیے گئے دیگر الفاظ لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ :

✧ تحریکوں کی معلومات حاصل کیجیے۔

۱۔ خلافت تحریک ۲۔ بھارت چھوڑو تحریک

✧ درج ذیل تنظیموں کی جدوجہد آزادی میں شمولیت کی معلومات حاصل کر کے لکھیے۔

۱۔ جمعیۃ العلما ۲۔ مجلسِ احرار

✧ اس سبق میں اخبار 'انقلاب' کا تذکرہ ہے۔ اخبار حاصل کر کے اس کا مطالعہ کیجیے۔

تحریری سرگرمی

✧ 'ارادے بلند رکھو اور کوشش کیے جاؤ' یہ قول عزم و حوصلے کی تحریک دیتا ہے۔ اس طرح کے کم از کم پانچ اقوال لکھیے۔

✧ آپ کی اسکول میں منائے گئے جشن آزادی کے جلسے کی روداد لکھیے۔

✧ 'اخبار بنی' (میرا پسندیدہ مشغلہ) پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

٦۔ سورج

ابنِ انشا

پہلی بات : ہوا، پانی، غذا، لباس، مکان وغیرہ ہماری بنیادی ضرورتیں ہیں۔ قدرت نے یہ سب چیزیں عام طور پر مہیا کر رکھی ہیں۔ استعمال کے دوران ان کی قدر و قیمت محسوس نہیں ہوتی لیکن جب ہم ان میں سے کسی چیز سے محروم ہوجاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ خدا کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ذیل کے مضمون میں ابنِ انشا نے سورج کی اہمیت کو مزاحیہ انداز میں واضح کیا ہے۔ اس مضمون کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ اگر کسی دن سورج نہ نکلے تو انسانی زندگی کے مختلف شعبوں پر کیا اثرات پڑیں گے۔ مذہبی کتابوں میں مذکور ہے کہ قیامت کے آنے پر سورج بے نور کر دیا جائے گا۔ مصنف نے اس تصور سے اپنی موجودہ زندگی کو دیکھا ہے۔

جان پہچان : شیر محمد خان ابنِ انشا ١٩٢٦ء میں پیدا ہوئے۔ طنز و مزاح نگار اور اعلیٰ پایے کے شاعر تھے۔ انھوں نے مختلف ملکوں میں سفر کے حالات اور مشاہدات کو اپنے سفرناموں میں دلکش انداز میں پیش کیا۔ ان کی تحریریں ہنسنے ہنسانے کے ساتھ غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ ان کے مضامین میں شگفتگی، بے ساختگی اور تیکھا پن ہے۔ 'اُردو کی آخری کتاب، ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں، چلتے ہو تو چین کو چلیے' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

اخبار میں ایک برطانوی سائنس داں کا بیان آیا ہے کہ سورج کی میعاد ختم ہونے والی ہے۔ ایک روز یک لخت اس کا چراغ گل ہوجائے گا۔ اس کا جانا ٹھہر گیا ہے، صبح گیا یا شام گیا۔

یہ خبر پڑھ کر ہماری آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا کیونکہ اس امر کے باوجود کہ ہمیں سورج پر بعض اعتراض ہیں، اس کی خوبیاں اظہر من الشّمس ہیں مثلاً یہی کہ اس میں تیل پڑتا ہے نہ بجلی کا خرچ ہے، پھر بھی اچھی خاصی روشنی دیتا ہے۔ ہمارا اس پر اعتراض فقط یہ ہے کہ یہ غلط وقت پر نکلتا ہے یعنی صبح سات بجے جبکہ ہماری بھرپور نیند کا وقت ہوتا ہے۔ اگر دوپہر کو یا شام کو نکلا کرے تو کتنی اچھی بات ہو۔ لیکن کوئی نہ کوئی نقص تو ہر چیز میں ہوتا ہے حتیٰ کہ کہتے ہیں 'داغ تو سورج میں بھی ہوتا ہے'۔

سورج اگر ختم ہوگیا تو اس کے نتائج بڑے سنگین اور دوررس ہوں گے۔ عام لوگ تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ سب سے زیادہ زد تو دھوبیوں پر پڑے گی کیونکہ ان بیچاروں کا تو روزگار ہی کپڑے دھونا ہے۔ خیر دھو تو لیں گے، سُکھائیں گے کیسے؟ دوسری کاری ضرب ان کارخانوں اور دکانوں پر پڑے گی جو چھتریاں بناتے بیچتے ہیں۔ ٹھنڈی بوتلوں والوں کا کاروبار بھی ٹھنڈا ہوجائے گا۔ پھر اس کا اثر دنیا کے علاوہ دین پر بھی پڑنے کا اندیشہ ہے۔ رمضان شریف کے دنوں میں سورج بڑے کام آتا ہے۔ روزہ رکھنے میں تو خیر کوئی ایسی مشکل نہیں کیونکہ تڑکے رکھا جاتا ہے لیکن لوگ کھولا کیسے کریں گے؟ اس کے لیے تو

غروبِ آفتاب کی شرط ہے۔ ہم اپنے ایک دوست کے بارے میں بھی فکرمند ہیں۔ ان کا اُصول ہے کہ صبح صبح ستاروں کی چھاؤں میں چرند پرند کے ساتھ اُٹھ بیٹھتے ہیں اور سورج نکلنے تک سیر اور ورزش کرتے ہیں۔ نہ سورج ہو نہ نکلے۔ ظاہر ہے قیامت تک سیر کرتے رہیں گے۔ یا ڈنڈ پیل پیل کر بے حال ہوجائیں گے۔ اب تو لوگ تاریکی سے گھبرا کر سویرا ہونے کی آرزو کرتے ہیں۔ آئندہ رات کے ہونے کی تمنا کیا کریں گے کیونکہ رات میں کم از کم چاند تو ہوتا ہے۔ دن میں تو تارے تک نہیں ہوتے۔ ہوتے بھی ہیں تو ہر ایک کو نظر نہیں آتے۔ اور ہم اُردو کے محاورہ داں آئندہ کس چیز کو چراغ دِکھایا کریں گے؟

ہم ان سائنس دانوں کے ہاتھوں بہت تنگ ہیں۔ کبھی کہتے ہیں دنیا ختم ہونے والی ہے۔ سامان باندھ لو۔ تیار رہو۔ کبھی فرماتے ہیں، سورج کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے۔ ہمیں تو یہ ساری کارستانی برطانوی سائنسداں صاحب کی معلوم ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ برطانیہ کے اقبال کا آفتاب کبھی غروب نہ ہوتا تھا لیکن پھر غروب ہونا شروع ہوا تو ہوتا ہی چلا گیا۔ اب انگریز کہتے ہیں کہ ہم تو ڈوبے ہیں میاں، تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ یقین ہے آگے چل کر اس سلسلے میں اور نظریے بھی سامنے آئیں گے۔ امریکہ کو بین الاقوامی کمیونزم کی سازش نظر آئے گی کہ اندھیرا کر کے یہ لوگ ہم پر میزائیل پھینکنا چاہتے ہیں۔ روس امریکی سامراج کی سازش کا سراغ لگائے گا کہ اب امریکہ کے تیل کے اجارہ داروں کی بن آئے گی۔ مٹی کا تیل غریب ملکوں میں جس بھاؤ چاہیں گے، بیچیں گے۔ پیکنگ ڈیلی کا سیاسی وقائع نگار یوں بھانڈا پھوڑے گا کہ یہ امریکہ اور روس کی ملی بھگت ہے کیونکہ چین مشرق کی طرف ہے اور سورج مشرق ہی سے نکلا کرتا تھا۔

اتنا بڑا واقعہ ہوجانے پر ہر طرف ہلچل سی مچ جائے گی۔ اخبارات سورج نمبر نکالیں گے۔ ہاکر آواز لگاتے پھریں گے، ''ہوگیا... ہوگیا سورج کا ڈبا گول ہوگیا۔'' بیانوں میں ہر چیز کا خیر مقدم کرنے والے اب کے یہ بیان بھی دیں گے کہ ہم سورج کے ختم ہونے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اپوزیشن والے کہیں گے، ''بالغ رائے دہندگی کو نظر انداز کرنے کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔'' کوئی بیان دے گا کہ میں نے ۱۹۲۱ء ہی میں بتا دیا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرمائیں گے کہ علامہ اقبال نے مجھے ہدایت کی تھی کہ سورج کا خیال رکھنا، اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے لیکن اخبار والے اپنے کالم میں بتائیں گے کہ سورج کے نہ ہونے کا خوابوں کی نفسیاتی تحلیل پر کیا اثر پڑے گا۔ بڑے بڑے عالم انسائیکلو پیڈیا کے حوالے دے کر بتائیں گے کہ سورج بڑی پرانی چیز ہے۔ وہ اس کے سارے نام بھی گنائیں گے۔

ہم نے اس خبر کا صرف ضروری حصہ کالم کے شروع میں دیا ہے ورنہ خبر لمبی ہے اور اس میں بہت سی تفصیلات ہیں جن سے ہمیں یا ہمارے قارئین کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی مثلاً یہی کہ یہ حادثہ آج سے تین کروڑ سال بعد پیش آئے گا اگر آیا تو...

معانی و اشارات

میعاد	مدت	Period
چراغ گل ہونا	چراغ بجھنا	Put the light off
امر	بات	Issue
اظہر من الشمس	سورج کی طرح روشن/ ظاہر	Obvious, self-evident
نتائج	نتیجہ کی جمع	Results
دوررس	دور تک پہنچنے والا	Far-reaching, farseeing
زد پڑنا	مار پڑنا	To be stroken, to be affected
کاری ضرب	سخت مار	Hard stroke
کارستانی	کام	Deed
سامراج	شاہی حکومت	Empire
سراغ	پتا	Sign
اجارہ دار	تجارت کا اکیلا مالک	Autonomous
بن آنا	بھلا ہونا	Succeed
وقائع نگار	رپورٹر	Reporter
خیرمقدم	استقبال	Welcome
بالغ رائے دہندگی	بالغ ہونے پر ووٹ دینا	Voting
نفسیاتی تحلیل	ذہنی حالت کا تجزیہ	Psychological analysis

مشقی سرگرمیاں

سبق کا مطالعہ کرکے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

✧ 'جان پہچان' کی مدد سے شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

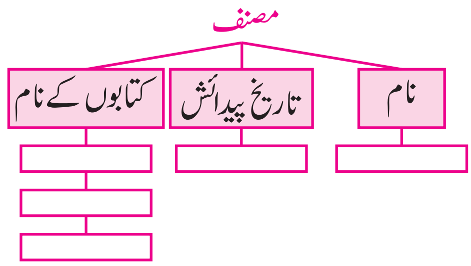

✧ آپ کے مطابق زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے لحاظ سے ذیل کا شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

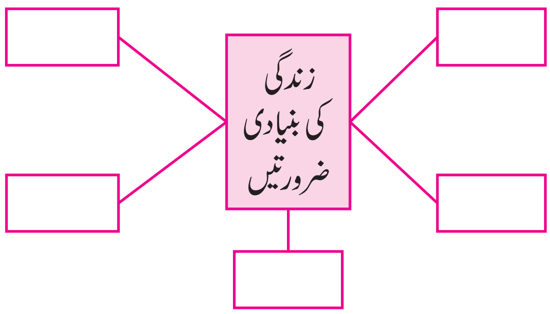

✧ مصنف کے مطابق سورج نکلنے کا صحیح وقت لکھیے۔

✧ سبق کے حوالے سے سورج کی خوبیاں تحریر کیجیے۔

✧ سورج کے ختم ہوجانے کا سب سے زیادہ اثر جن پر پڑسکتا ہے ان کے نام اور پیشے لکھیے۔

✧ سورج کے ختم ہوجانے پر رمضان شریف کے بارے میں مصنف کے اندیشے کو تحریر کیجیے۔

✧ سورج کے ختم ہوجانے پر صبح سویرے اُٹھنے اور ورزش کرنے والے دوست کا حال اپنے لفظوں میں لکھیے۔

✧ مصنف کے مطابق برطانوی سائنس داں کی کارستانی قلم بند کیجیے۔

✧ چین کا امریکہ اور روس کی ملی بھگت کے الزام کا سبب لکھیے۔

✧ سبق سے چار متضاد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کرکے لکھیے۔

✧ درج ذیل کے لیے ایک لفظ لکھیے۔

۱۔ سورج کا نکلنا ← ________

۲۔ سورج کا ڈوبنا ← ________

۳۔ سورج کی طرح روشن ← ________

۴۔ سورج کے نکلنے کی سمت ← ________

۵۔ سورج کے غروب ہونے کی سمت ← [ ]

۶۔ کپڑے دھونے والا ← [ ]

۷۔ سائنسی ایجاد کرنے والا ← [ ]

✧ سبق کے حوالے سے درج ذیل الفاظ کے فعل لکھیے۔

۱۔ اخبارات ۲۔ ہاکرس

۳۔ بیان کرنے والے ۴۔ سیاست داں

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ دھو تو خیر لیں گے، سکھائیں گے کیسے؟
(جملے کی قسم پہچانیے)

۲۔ عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے۔ (علامتِ وقف پہچانیے)

۳۔ چین مشرق کی طرف ہے۔
(خط کشیدہ لفظ اسم ہے۔ اس کی قسم بتائیے)

۴۔ علامہ اقبالؔ نے مجھے ہدایت کی تھی۔
(ایسا سوال بنائیے جس کا جواب خط کشیدہ الفاظ ہوں)

✧ درج ذیل الفاظ کے ہم معنی لفظ لکھیے۔

آفتاب ، چاند

✧ ذیل کے جملوں سے مفرد، مرکب اور مخلوط جملے منتخب کرکے نقل کیجیے۔

۱۔ یہ خبر پڑھ کر ہماری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

۲۔ علامہ اقبالؔ نے مجھ سے کہا تھا کہ سورج کا خیال رکھنا۔

۳۔ عام لوگ تو اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔

۴۔ بالغ رائے دہندگی کو نظرانداز کرنے کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔

۵۔ اس میں بہت سی تفصیلات ہیں جس سے ہمیں یا ہمارے قارئین کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی۔

✧ روشنی اور اندھیرے سے متعلق محاورے تلاش کرکے لکھیے۔

✧ ”ہم تو ڈوبے ہیں میاں تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔“ اِس بیان سے ذہن میں آنے والا شعر لکھیے۔

اضافی مطالعہ

آغا خان پیلس

آغا خان پیلس شہر پونہ کی ایک اہم تاریخی عمارت ہے۔ اسے سلطان محمد شاہ آغا خان ثالث نے ۱۸۹۲ء میں تعمیر کروایا تھا۔ تاریخِ ہند میں اسے خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ قحط کے زمانے میں سلطان محمد شاہ نے آس پاس کے علاقوں کے غریبوں اور قحط سے متاثر ہونے والوں کی مدد کے لیے اسے وقف کردیا تھا۔ یہ بڑی خوب صورت اور پُرشکوہ عمارت ہے۔ جنگِ آزادی کے زمانے میں مہاتما گاندھی، ان کی اہلیہ کستوربا اور سروجنی نائیڈو کو اسی محل میں قید رکھا گیا تھا۔ یہیں کستوربا گاندھی کا انتقال ہوا۔ ان کی سمادھی وہیں ہے۔

۲۰۰۳ء میں محکمۂ آثارِ قدیمہ نے اسے ہندوستان کی تاریخی عمارتوں میں شامل کرلیا۔

احمد نگر کا قلعہ

احمد نگر کا قلعہ بھینگر ندی کے کنارے احمد نگر میں واقع ہے۔ ۱۴۹۰ء میں احمد نگر شہر کے مشرق میں اسے تعمیر کیا گیا۔ اس گول قلعے کی دیواریں ۱۸ر میٹر اونچی ہیں۔ دشمنوں سے حفاظت کے لیے اس قلعے کے گرد ایک خندق بھی کھودی گئی تھی۔

جنگِ آزادی کے دوران پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد کو اسی قلعے میں قید رکھا گیا تھا۔ یہ قلعہ احمد نگر کے سلطان کی قیام گاہ تھا۔ ۱۸۰۳ء میں انگریزوں نے مراٹھوں سے جنگ کے بعد اس قلعے پر قبضہ کرلیا تھا۔

۷۔ تلفّظ اور اِملا

رشید حسن خان

پہلی بات : آدمی کی گفتگو سے اس کی شخصیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔اس کی زبان کی شائستگی، بات کرنے کے سلیقے، لہجے کے اُتار چڑھاؤ اور الفاظ کے صحیح استعمال سے، ہم اس کی قابلیت پہچان لیتے ہیں اور غلط زبان سے اس کی جہالت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ غلط تلفظ اور بے ربط جملوں کی وجہ سے زبان غیر معیاری ہوجاتی ہے۔ یہ دونوں خامیاں جب تحریر میں پائی جائیں تو اسے اِملا کی غلطی کہا جاتا ہے اور ایسی غلط زبان غیر فصیح کہلاتی ہے۔ جب ہم تلفظ اور املے کی غلطیوں سے پاک زبان بولتے ہیں یا لکھتے ہیں تو وہ زبان شستہ کہلاتی ہے اور ایسی زبان استعمال کرنے والے کو مہذب سمجھا جاتا ہے۔

جان پہچان : رشید حسن خان ۱۹۳۰ء میں شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔ وہ دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں ملازم تھے۔ وہ اُردو کے قدآور محقق اور تنقید نگار تھے۔ ان کی تنقید نہایت سخت تھی اور وہ بغیر دلائل کے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ زبان کی قواعد اور املے پر ان کی گہری نظر تھی۔ 'اُردو املا، زبان و قواعد' اور 'ادبی تحقیق : مسائل و تجزیہ' ان کی نہایت اہم کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ انھوں نے اُردو کے کلاسیکی ادب کا انتخاب بھی بڑی محنت سے کیا ہے۔ ان کے مرتبہ انتخابات کو مستند مانا جاتا ہے۔ ۲۶ر فروری ۲۰۰۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔

جملہ لفظوں سے بنتا ہے۔ جملوں سے عبارت بنتی ہے۔ اچھی عبارت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے جملے بے عیب ہوں۔ بے عیب تحریر وہ ہے جس میں روزمرہ اور محاورے کی غلطی نہ ہو، اِملے کی بھی غلطی نہ ہو اور اس میں بیان کا حسن بھی پایا جائے۔ ایک ہی بات کو کئی طرح کہا جاسکتا ہے۔ ذہین طالب علم کوشش کرتے ہیں کہ اچھے سے اچھے اندازِ بیان کو اپنائیں۔

جملے میں جو لفظ لائے جائیں تو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ مطلب کو اچھی طرح ادا کر رہے ہوں۔ اچھا جملہ لکھنے کے لیے مناسب لفظوں کا انتخاب پہلی ضروری بات ہے۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ جن مناسب لفظوں کو منتخب کیا جائے، جملے میں ان کی ترتیب بھی مناسب طور پر ہونا چاہیے۔ یہ بات بھی دیکھنے کی ہوتی ہے کہ وہ جملہ جب زبان سے ادا ہوگا تو اُس میں روانی کتنی ہوگی۔ اچھی نثر کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اُس میں روانی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اِس جملے کو دیکھیے : ''تم یہاں سے کل کیا چلے گئے کہ گھر کی رونق ہی چلی گئی۔'' اِس جملے کا مطلب تو واضح ہے مگر اس میں بیان کا حسن نہیں آ پایا۔ جملے کے پہلے ٹکڑے 'کل کیا گئے کہ' کو زبان سے ادا کرتے وقت روانی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اِس جملے میں جتنے لفظ آئے ہیں، اُن میں سے ایک دو لفظوں کو کم کیا جاسکتا ہے مثلاً اِس طرح: ''گھر کی رونق تمھارے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔''

کسی اچھے جملے کو دو تین بار پڑھیے۔ آپ محسوس کریں گے کہ ایک خاص طرح کا آہنگ اور ایک خاص طرح کی نغمگی

اُس کے اندر موجود ہے۔ جملے میں جتنی روانی ہوگی اُسی نسبت سے اُس میں وزن اور آہنگ کی لہریں پیدا ہوں گی۔

جملے دو طرح کے ہوتے ہیں: مفرد، مرکب۔ 'مرکب جملے' وہ ہوتے ہیں جو دو یا زیادہ مفرد جملوں سے مل کر بنے ہوں۔ لمبے مفرد جملے لکھنا یا طویل مرکب جملے لکھنا غلط نہیں۔ مختصر جملوں میں اگر مفہوم آسانی کے ساتھ ادا ہو سکتا ہو تو پھر طویل جملے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لمبے جملوں میں کبھی یہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ ان میں زائد لفظ شامل ہو جاتے ہیں۔ عبارت میں زائد لفظ ہوں تو اِسے عیب کہا جائے گا۔ کوشش کرنا چاہیے کہ جملے ضرورت سے زیادہ طویل نہ ہوں۔

عربی اور فارسی سے اُردو نے بہت فیض پایا ہے۔ اِن زبانوں کے بہت سے لفظ اُردو میں شامل ہیں۔ یہ لفظ ہماری زبان میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ غیریت باقی نہیں رہی۔ اِن دونوں زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندی اور بعض دوسری ہندوستانی زبانوں کے لفظ بھی ہماری زبان میں موجود ہیں۔ پچھلے دو سو برسوں میں انگریزی کے بہت سے لفظ اُردو میں شامل ہو گئے ہیں۔

دو طالب علم باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا، ''مارننگ میں ایک فرینڈ کے گھر گیا تھا۔ پھر فادر کے ساتھ شاپنگ کرنے نکل گیا۔ آفٹرنون میں پلے گراؤنڈ پر گیا۔'' آپ نے محسوس کر لیا ہوگا کہ ان صاحب کی گفتگو میں انگریزی کے لفظ غیر ضروری طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ انگریزی کے بہت سے لفظ ہماری زبان میں شامل ہو چکے ہیں اور وہ زبان کا حصہ بن گئے ہیں جیسے: اسٹیشن، اسکول، میزائل، تھرمامیٹر، ایڈیٹر، آکسیجن، ہائیڈروجن، ناول، فلم، ٹیلی وِژن، ریفریجریٹر، لاؤڈ اسپیکر، پنسل، ایٹم وغیرہ۔ اب یہ سب اُردو کے اپنے لفظ ہیں۔ اگر کوئی شخص لاؤڈ اسپیکر کی جگہ 'آلۂ مکبّر الصوت' استعمال کرے یا تھرمامیٹر کی جگہ 'مقیاس الحرارت' کہے تو سمجھا جائے گا کہ یہ شخص زبان کو مشکل اور بوجھل بنانا چاہتا ہے۔ اسی طرح جن لفظوں کے بدل ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں، اُن کی جگہ انگریزی لفظ لانا، بے تکے پن کی بات ہے۔ اسے بگڑی ہوئی اُردو کہا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں انگریزی کے سب الفاظ غیر ضروری طور پر لائے گئے ہیں۔

لفظوں کی غیر ضروری تکرار بڑا عیب ہے۔ اچھی عبارت وہ ہے جس میں لفظی کفایت شعاری سے کام لیا گیا ہو۔ جملوں میں زائد الفاظ طرح طرح سے آجایا کرتے ہیں۔ عبارت میں قواعد کے لحاظ سے کوئی عیب نہ ہو، یہ اچھی بات ہے۔ زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ عبارت میں حسن بھی ہو۔ ہم جب بھی کچھ لکھیں، ہمیں اسے بار بار پڑھنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ جملوں میں کچھ الفاظ زائد تو نہیں۔ اس طرح یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ عبارت میں کوئی جملہ یا جملے زائد تو نہیں۔

معانی واشارات

عبارت	-	لکھے ہوئے چند جملوں کا مجموعہ	Passage
حسن	-	خوبی، خوبصورتی	Beauty
اندازِ بیان	-	بات کہنے کا ڈھنگ	Style of speaking
انتخاب	-	چناؤ، پسندیدگی	Collection
منتخب کرنا	-	چننا، پسند کرنا	Collect
نثر	-	وہ عام زبان جو بولی اور لکھی جاتی ہے	Prose
روشن ہونا	-	ظاہر/ واضح ہونا	To be evident
آہنگ	-	سُر تال، روانی	Rhythm
نغمگی	-	گیت کی دُھن	Symphony

مفرد (جملہ)	-	اکیلا	Single, simple
مرکّب (جملہ)	-	ملا جلا	Synthetic, compound
طویل	-	لمبا	Elaborated, long
زائد	-	زیادہ	Extra
فیض پانا	-	فائدہ حاصل کرنا	To be benefitted
غیریت	-	اجنبیت	Strangeness, unfamiliarity
تکرار	-	دہراؤ	Repetition
کفایت شعاری	-	بچت	Frugality

مشقی سرگرمیاں

سبق کا مطالعہ کرکے دی ہوئی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

- ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

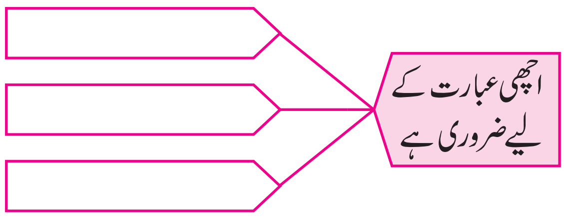

- ذیل کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

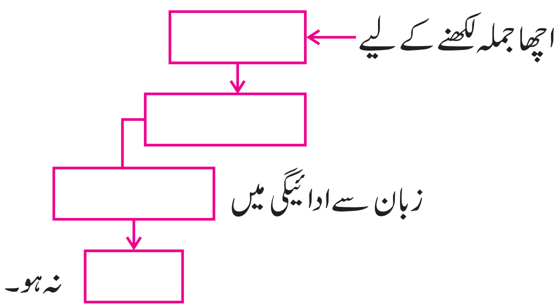

- شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

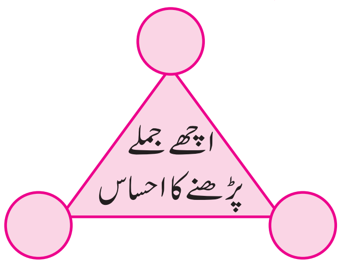

- سبق میں آئے انگریزی الفاظ انگریزی رسم الخط میں لکھیے۔
- اچھی عبارت کی خوبیاں تحریر کیجیے۔
- ’’اُردو نے دیگر زبانوں سے فیض پایا ہے۔‘‘ سبق کی روشنی میں اس جملے کی وضاحت کیجیے۔
- ’’مارننگ میں ایک فرینڈ کے گھر گیا تھا۔ پھر فادر کے ساتھ شاپنگ کرنے نکل گیا۔ آفٹرنون میں پلے گراؤنڈ پر گیا۔‘‘ اس جملے میں آئے ہوئے انگریزی لفظوں کی جگہ اُردو الفاظ لکھ کر عبارت دوبارہ لکھیے۔
- ’لفظوں کی تکرار بڑا عیب ہے۔‘ مثال دے کر واضح کیجیے۔

تحریری سرگرمی

- پسندیدہ کتاب سے دلچسپ اقتباس نقل کرکے لکھیے۔
- ’یومِ مطالعہ‘ کے ضمن میں اپنی پسندیدہ کتاب کا حاصلِ مطالعہ تحریر کیجیے۔
- واٹس ایپ یا ای-میل کے ذریعے اپنے دوست کو تقریری مقابلے کی معلومات دیجیے۔

۸۔ نادان دوست

منشی پریم چند

پہلی بات : بچوں کی دنیا بڑی عجیب ہوتی ہے۔ وہ اپنے اطراف جن چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، ان میں ان کا تجسّس بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے متعلق کیوں، کب، کیسے جیسے سوالات بچوں کے ذہنوں میں ہمیشہ کلبلاتے رہتے ہیں اور وہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ کچھ سمجھنے یا کچھ حاصل کرنے کی ان کی نفسیات سے بعض اوقات آدمی غصہ ہونے کی بجائے ہنس دیتا ہے۔ 'نادان دوست' پریم چند کی ایسی ہی کہانی ہے جس میں بچوں کے تجسّس کے بعض پہلو واضح کیے گئے ہیں۔

جان پہچان : منشی پریم چند ۳۱/ جولائی ۱۸۸۰ء کو بنارس کے ایک گاؤں لمہی (پانڈے پور) میں پیدا ہوئے۔ اُن کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ اپنی ادبی زندگی کا آغاز انھوں نے نواب رائے کے نام سے کیا۔ پھر وہ پریم چند کے قلمی نام سے لکھنے لگے اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اسی دوران بی۔اے کیا۔ پھر ہیڈ ماسٹر اور ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز بھی رہے۔ ان کی کہانیوں میں دیہی ماحول اور غریب و کمزور طبقوں کی سچی تصویریں ملتی ہیں۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ 'سوزِ وطن' ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ پریم چند نے بارہ ناول لکھے جن میں 'غبن'، 'میدانِ عمل'، 'چوگانِ ہستی'، 'گوشۂ عافیت'، 'بازارحسن' اور 'گئودان' اہم ہیں۔ 'پریم پچیسی'، 'پریم بتیسی'، 'واردات'، 'خواب و خیال'، 'آخری تحفہ' اور 'زادِ راہ' ان کے مشہور افسانوی مجموعے ہیں۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔

کیشو کے گھر میں ایک کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیے تھے۔ کیشو اور اس کی بہن شیاما دونوں بڑے غور سے چڑیا کو وہاں آتے جاتے دیکھا کرتے۔ دونوں کے دل میں طرح طرح کے سوالات اُٹھتے۔ انڈے کس رنگ کے ہوں گے؟ کتنے ہوں گے؟ ان میں سے بچے کس طرح نکل آئیں گے؟ بچوں کے پر کیسے نکلیں گے؟ گھونسلا کیسا ہوگا؟ لیکن ان باتوں کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا، نہ امّاں کو گھر کے کام دھندے سے فرصت تھی نہ بابو جی کو پڑھنے لکھنے سے۔ دونوں بچے آپس میں سوال و جواب کرکے اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے تھے۔ شیاما کہتی، ''کیوں بھیّا! بچے نکل کر پُھر سے اُڑ جائیں گے؟''

کیشو عالمانہ غرور سے کہتا، ''نہیں ری پگلی، پہلے پر نکلیں گے۔ بغیر پروں کے بے چارے کیسے اُڑ جائیں گے؟''

اس طرح تین چار دن گزر گئے۔ انڈوں کو دیکھنے کے لیے دونوں بچے بیتاب تھے۔ انھوں نے قیاس کیا، ''اب بچے ضرور نکل آئے ہوں گے۔'' بچوں کے چارے کا سوال اب اُن کے سامنے کھڑا ہوا۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ کارنس پر تھوڑا سا دانہ رکھ دیا جائے۔

شیاما: ''کیوں بھیّا، بچوں کو دھوپ نہ لگتی ہوگی؟''

کیشو کا دھیان اِس تکلیف کی طرف نہ گیا تھا۔ بولا، ''ضرور تکلیف ہوتی ہوگی۔ بچارے پیاس کے مارے تڑپتے

ہوں گے، اوپر سایہ بھی نہیں۔''

آخر یہ فیصلہ ہوا کہ گھونسلے کے اوپر کپڑے کی چھت بنا دینی چاہیے۔ پانی کی پیالی اور چاول رکھ دینے کی تجویز منظور ہوگئی۔ دونوں بچے بڑے شوق سے کام کرنے لگے۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔ کیشو نے پتھر کی پیالی کا تیل چپکے سے زمین پر گرا دیا اور اُسے صاف کر کے اس میں پانی بھرا۔ اب چاندنی کے لیے کپڑا کہاں سے آئے؟ پھر اوپر بغیر چھڑیوں کے ٹھہرے گا کیسے؟

کیشو بڑی دیر تک اسی اُدھیڑ بن میں رہا۔ آخر اس نے یہ مشکل بھی حل کر لی۔ شیاما سے بولا، ''جا کر کوڑا پھینکنے والی ٹوکری اُٹھا لاؤ۔ شیاما دوڑ کر ٹوکری اُٹھا لائی۔ کیشو ٹوکری کو ایک ٹہنی سے لٹکا کر بولا، ''دیکھ، ایسے ہی گھونسلے پر اس کی آڑ کروں گا۔ تب کیسے دھوپ جائے گی۔'' شیاما نے دل میں سوچا، ''بھیّا کیسے چالاک ہیں!''

گرمی کے دن تھے۔ بابو جی دفتر گئے ہوئے تھے۔ ماں دونوں بچوں کو سلا کر خود سو گئی تھی لیکن دونوں بچوں کی آنکھوں میں نیند کہاں؟ جوں ہی معلوم ہوا کہ اماں جی اچھی طرح سو گئی ہیں، دونوں چپکے سے اُٹھے، آہستہ سے دروازے کی سٹکنی کھول کر باہر نکل آئے۔ انڈوں کی حفاظت کی تیاریاں ہونے لگیں۔

کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھا لایا لیکن جب اِس سے کام نہ چلا تو نہانے کی چوکی لا کر اسٹول کے نیچے رکھی اور ڈرتے ڈرتے اسٹول پر چڑھا۔ شیاما دونوں ہاتھوں سے اسٹول پکڑے ہوئے تھی۔ اسٹول چاروں ٹانگیں برابر نہ ہونے کی وجہ سے جس طرف زیادہ دباؤ پاتا تھا، ذرا سا ہل جاتا تھا۔ اس وقت کیشو کو کس قدر تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی یہ اسی کا دل جانتا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے کارنس پکڑ لیتا تھا اور شیاما کو دبی آواز سے ڈانٹتا، ''اچھی طرح پکڑو ورنہ اُتر کر بہت ماروں گا۔'' مگر بے چاری شیاما کا دل تو اوپر کارنس پر تھا۔ بار بار اس کا دھیان اُدھر چلا جاتا اور ہاتھ ڈھیلے پڑ جاتے۔

کیشو نے جوں ہی کارنس پر ہاتھ رکھا، دونوں چڑیاں اُڑ گئیں۔ کیشو نے دیکھا کہ کارنس پر تھوڑے سے تنکے بچھے ہوئے ہیں اور اس پر تین انڈے پڑے ہیں۔ شیاما نے نیچے سے پوچھا، ''بچے ہیں بھیّا؟''

کیشو: ''تین انڈے ہیں۔ بچے ابھی تک نہیں نکلے۔''

شیاما: ''ذرا ہمیں دِکھا دو بھیّا، کتنے بڑے ہیں؟''

کیشو: ''دِکھا دوں گا۔ پہلے ذرا کپڑے کا ٹکڑا لے کر آ۔ نیچے بچھا دوں، بچارے انڈے تنکوں پر پڑے ہیں۔''

شیاما دوڑ کر اپنی پرانی دھوتی پھاڑ کر ایک ٹکڑا لائی۔ کیشو نے جھک کر کپڑا لے لیا اور اسے تہ کر کے ایک گدی بنائی اور اسے تنکوں پر بچھا کر تینوں انڈے اُس پر رکھ دیے۔ شیاما نے پھر کہا، ''ہم کو بھی دِکھا دو بھیّا۔''

کیشو: ''دِکھا دوں گا۔ پہلے ذرا وہ ٹوکری تو دے، اوپر سایہ تو کر دوں۔''

شیاما نے ٹوکری نیچے سے تھما دی۔ کیشو نے ٹوکری کو ایک ٹہنی سے لگا کر کہا، ''جا۔ دانہ اور پانی کی پیالی لے آ۔ میں اُتر آؤں گا تو تجھے دِکھا دوں گا۔''

شیاما پیالی اور چاول بھی لے آئی۔ کیشو نے ٹوکری کے نیچے دونوں چیزیں رکھ دیں اور آہستہ سے اُتر آیا۔ شیاما نے گڑگڑا کر کہا، ''اب ہم کو بھی چڑھا دو بھیّا۔''

کیشو: ''تو گر پڑے گی۔''

شیاما: ''نہ گروں گی بھیّا۔ تم نیچے سے پکڑے رہنا۔''

کیشو: ''کہیں تو گر گرا پڑے تو اماں جی میری چٹنی ہی کر ڈالیں گی۔ کیا کرے گی دیکھ کر؟ اب انڈے بڑے آرام سے ہیں۔''

شیاما نے آنکھ میں آنسو بھر کر کہا، ''تم نے مجھے نہیں دِکھایا۔ امّاں جی سے کہہ دوں گی۔''

کیشو: ''اماں جی سے کہے گی تو بہت ماروں گا۔ کہے دیتا ہوں۔''

شیاما: ''تو تم نے مجھے دِکھایا کیوں نہیں؟''

کیشو: ''اگر گر پڑتی تو چار سر نہ ہو جاتے۔''

شیاما: ''ہو جاتے تو ہو جاتے۔ دیکھ لینا میں کہہ دوں گی۔''

اتنے میں کوٹھری کا دروازہ کھلا اور ماں نے دھوپ سے آنکھوں کو بچاتے ہوئے کہا، ''تم دونوں باہر کب نکل آئے؟ میں نے کہا تھا، دوپہر کو نہ نکلنا؟''

کیشو دل میں کانپ رہا تھا کہ کہیں شیاما کہہ نہ دے۔ ماں نے دونوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر پھر کمرے میں بند کر دیا اور آہستہ آہستہ انھیں پنکھا جھلنے لگی۔ دونوں بچوں کو بہت جلد نیند آ گئی۔

چار بجے یکایک شیاما کی آنکھ کھلی۔ وہ دوڑتی ہوئی کارنس کے پاس آئی اور اوپر کی طرف تکنے لگی۔ ٹوکری کا پتا نہ تھا۔ اس کی نگاہ نیچے گئی اور وہ اُلٹے پاؤں دوڑتی ہوئی کمرے میں جا کر زور سے بولی، ''بھیّا انڈے تو نیچے پڑے ہیں۔ بچے اُڑ گئے!''

کیشو گھبرا کر اُٹھا اور دوڑتا ہوا باہر آیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ تینوں انڈے نیچے ٹوٹے پڑے ہیں۔ پانی کی پیالی بھی ایک طرف ٹوٹی پڑی ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

شیاما نے پوچھا، ''بچے کہاں اُڑ گئے بھیّا؟''

کیشو نے افسوس ناک لہجے میں کہا، ''انڈے تو پھوٹ گئے۔''

ماں نے سوئی ہاتھ میں لیے ہوئے پوچھا، ''تم دونوں وہاں دھوپ میں کیا کر رہے ہو؟''

شیاما نے کہا، ''اماں جی چڑیا کے انڈے ٹوٹے پڑے ہیں۔''

ماں نے آ کر ٹوٹے ہوئے انڈوں کو دیکھا اور غصّے سے بولی، ''تم لوگوں نے انڈوں کو چھوا ہوگا۔''

اب تو شیاما کو بھیّا پر ذرا بھی ترس نہ آیا۔ اسی نے شاید انڈوں کو اس طرح رکھ دیا کہ وہ نیچے گر پڑے۔ اس کی سزا انھیں ملنی چاہیے۔ ''انھوں نے انڈوں کو چھیڑا تھا، اماں جی۔''

ماں نے کیشو سے پوچھا، ''کیوں رے کیشو! تو وہاں پہنچا کیسے؟''

شیاما: ”چوکی پر اسٹول رکھ کر چڑھے تھے، اماں جی۔“

ماں: ”تو اتنا بڑا ہو گیا، تجھے نہیں معلوم کہ چھونے سے چڑیا کے انڈے گندے ہو جاتے ہیں۔ چڑیا پھر انھیں نہیں سیتی۔“

شیاما نے ڈرتے ڈرتے پوچھا، ”تو کیا چڑیا نے انڈے گرائے ہیں، امّاں جی؟“

ماں: ”اور کیا کرتی؟ کیشو کے سر اس کا پاپ پڑے گا۔ اہاہا! تین جانیں لے لیں دُشٹ نے۔“

کیشو رونی صورت بنا کر بولا، ”میں نے تو صرف انڈوں کو گدی پر رکھا تھا، امّاں۔“

ماں کو ہنسی آ گئی مگر کیشو کو کئی دن تک اپنی غلطی کا افسوس رہا۔ دونوں چڑیاں پھر وہاں نہ دِکھائی دیں۔

معانی و اشارات

بے تاب	- بے چین	Eager, restless	
قیاس	- اندازہ	Assumption, guess	
چاندنی	- سفید چادر	White sheet	
اُدھیڑ بن	- غور و فکر	Thinking	
سٹکنی	- دروازے کی بلّی، چٹخنی	Latch	
چہرے کا رنگ اُڑنا	خوف کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل جانا	Face becoming pale	
پاپ	- گناہ	Sin	
دُشٹ	- بُرا	Cruel	

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ جان پہچان کی مدد سے ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

پریم چند

جائے پیدائش	اصل نام	ابتدائی ادبی نام	بعد کا قلمی نام
----------	-------	----------	----------

✧ پریم چند کی کتابیں

ناول	افسانوی مجموعے

✧ کیشو اور شیاما کے دل میں اُٹھنے والے سوالات لکھیے۔

✧ چڑیا کے بچوں کے چارے سے متعلق کیشو اور شیاما کے حل کو بیان کیجیے۔

✧ کیشو کے شیاما کو ڈانٹنے کی وجہ لکھیے۔

✧ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

١۔ شیاما کہتی کیوں بھیا بچے نکل کر پھُر سے اڑ جائیں گے
(مناسب علاماتِ اوقاف لگا کر جملہ دوبارہ لکھیے)

٢۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔
(جملے سے اسم عام اور اسم خاص الگ کر کے لکھیے)

٣۔ کیوں رے کیشو! تو وہاں پہنچا کیسے؟
(جملے کی قسم پہچانیے)

٤۔ اہاہا! تین جانیں لے لیں دشٹ نے۔
(جملے کی قسم لکھیے)

٥۔ کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھا لایا۔
(جملے میں فاعل، مفعول، فعل کی نشاندہی کیجیے)

٦۔ بار بار اُس کا دھیان اُدھر چلا جاتا۔
(خط کشیدہ لفظ کی قسم پہچانیے)

❖ کیشو اور شیاما کی جانب سے انڈوں کی حفاظت کے لیے کیے گئے اقدامات لکھیے۔

❖ کیشو اور شیاما پر ماں کے غصّے کی وجہ لکھیے۔

❖ انڈے گر کر ٹوٹ جانے پر ماں کے تاثرات بیان کیجیے۔

❖ شیاما کی کیشو سے ناراضگی کی وجہ لکھیے۔

❖ درج ذیل جملوں میں ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے کو پہچانیے اور قوس میں زمانے کا نام لکھیے۔

۱۔ کارنس کے اوپر چڑیا نے انڈے دیے تھے۔

۲۔ کیوں بھیّا! بچے نکل کر پُھر سے اُڑ جائیں گے۔

۳۔ دونوں وہاں دھوپ میں کیا کر رہے ہو۔

۴۔ بھیّا! انڈے تو نیچے پڑے ہیں۔

۵۔ دیکھ لینا! میں کہہ دوں گی۔

۶۔ انھوں نے انڈوں کو چھیڑا تھا۔

❖ ذیل میں دیے ہوئے جملوں کے خط کشیدہ الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ دونوں بچے بے تاب ہو اُٹھے۔

۲۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔

۳۔ بچوں کی آنکھوں میں نیند کہاں؟

۴۔ کیشو دل میں کانپ رہا تھا۔

۵۔ اس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

سرگرمی/منصوبہ

اسکول میں ہونے والی کسی تقریب یا بزمِ ادب کے پروگرام میں اپنے بچپن کے کسی مزے دار واقعے کو سنائیے۔

عملی قواعد

استفہامیہ جملہ (Interrogative sentence)

سبق میں کیشو اور شیاما ایک دوسرے سے طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں جیسے :

❖ انڈے کس رنگ کے ہوتے ہیں؟

❖ کتنے ہوں گے؟

❖ ان میں سے بچے کس طرح نکل آئیں گے؟

❖ بچوں کے پر کیسے نکلیں گے؟

❖ گھونسلا کیسا ہوگا؟

یہ سوالات بھی جملے ہیں۔ ان میں کچھ باتیں پوچھی گئی ہیں یعنی سوال کیے گئے ہیں۔ جس جملے میں کوئی بات پوچھی جائے یا کسی اسم کے بارے میں سوال کیا جائے تو ایسے جملے کو **'سوالیہ/ استفہامیہ جملہ'** (Interrogative sentence) کہتے ہیں۔ ایسے جملے کے خاتمے پر سوالیہ نشان (؟) لگایا جاتا ہے۔ استفہامیہ جملوں میں کچھ الفاظ ضرور استعمال کیے جاتے ہیں جیسے کیوں، کیا، کیسے، کتنے، کہاں، کب وغیرہ

❖ ذیل میں دیے ہوئے جملوں کو استفہامیہ جملوں میں تبدیل کیجیے۔

۱۔ کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیے تھے۔
(کہاں، کس نے)

۲۔ کیشو اور شیاما بڑے غور سے چڑیا کو آتے جاتے دیکھا کرتے۔ (کون، کیسے، کسے)

۳۔ کیشو کمرے سے جا کر ایک اسٹول اُٹھا لایا۔
(کون، کہاں سے، کیا)

۹۔ گرم شال

صالحہ عابد حسین

پہلی بات : اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنی راحت اور آرام ہی کو اہم سمجھتے ہیں اور جب انھیں کچھ ایسی چیزیں مل جائیں جن پر وہ فخر کرسکیں تو دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مگر اچھے انسان وہ ہیں جو دوسروں کے لیے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرنے کے لیے قربانیاں دیتے ہیں، خواہ انھیں تکلیفیں کیوں نہ سہنی پڑے۔ سبق 'گرم شال' میں ایسی ہی ایک مثالی معلّمہ کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

جان پہچان : صالحہ عابد حسین ۱۸/اگست ۱۹۱۳ء کو پانی پت میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے انھوں نے ادیب فاضل اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ صالحہ عابد حسین نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ علم و ادب کا گہوارا تھا۔ وہ مولانا الطاف حسین حالی کی پوتی تھیں۔ ان کے بھائی خواجہ غلام السیدین مشہور ماہرِتعلیم تھے۔ مشہور ادیب عابد حسین ان کے شوہر تھے۔ صالحہ عابد حسین نے پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں جن میں آٹھ ناول، مضامین اور کہانیوں کے مجموعے شامل ہیں۔ انھوں نے میر انیس کے مرثیے دو جلدوں میں مرتب کیے۔ 'عذرا، اپنی اپنی صلیبیں، ساتواں آنگن' (ناول)، 'سفر زندگی کے لیے، سوز و ساز' (سفرنامہ) ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ۸/جنوری ۱۹۸۸ء کو وہ دہلی میں انتقال کر گئیں۔

''امّی کام تو میں نے سب ختم کرلیا۔ اب تیار ہوجاؤں جا کر؟'' نفیسہ نے چہک کر کہا۔ ''ہاں بچی تجھے دیر نہ ہوجائے۔'' ماں نے آہستہ سے کہا۔ جب سے وہ بیمار پڑی تھی نفیسہ کی آواز میں یہ چہک نہ سنی تھی، چہرے پر یہ مسرت نہ دیکھی تھی۔ شکر ہے، اب ان کا بخار ٹوٹا تو بچی کی فکر بھی دور ہوگئی اور گھر کے کاموں کا سارا بار جو اس پر آ پڑا تھا اس کا بوجھ بھی کم ہوگیا۔

نفیسہ نے ابھی پچھلے مہینے ہی تو بڑی مشکل سے ماں سے اجازت لے کر پڑوس کے اسکول میں کام شروع کیا تھا۔ یہ نیا قدم اُنھوں نے کتنی ہچکچاہٹ، کتنے ترڈّد کے بعد اُٹھایا۔ میر ضامن علی کی پڑپوتی ... جن کی سو گاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے؟ وکیل صاحب کی لاڈلی، اکلوتی بیٹی روٹی کھانے کے لیے دوسروں کی چاکری کرے؟ آج ان کے میاں زندہ ہوتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ جوان لڑکا اگر بیوی کو لے کر الگ نہ ہوگیا ہوتا تو ... الٰہی تو نے اسی دن کے لیے مجھے زندہ رکھا تھا؟ یہ سب سوچ کر ان کا دل بھر آیا مگر انھوں نے بہت ضبط کیا۔ بیٹی کے سامنے وہ کبھی آنکھ سے آنسو نہیں نکالتی تھیں ... ''جارہی ہو میری لال ... دیر نہ کرنا۔''

''نہیں امّی، بس چھٹّی ہوتے ہی بھاگتی ہوں میں تو۔'' نفیسہ جانے کو مڑی پھر رُک گئی۔ کھدّر کی قمیص اور لٹھّے کی شلوار پر اس نے ماں کی کئی سال پرانی شال لپیٹ رکھی تھی۔ ''کیسی لگ رہی ہوں امّی جی میں؟'' مسکرا کر اس نے کہا تو اس کی مسکراہٹ کی چھوٹ ماں کے لبوں پر بھی پڑ گئی ''ماشاء اللہ، ماشاء اللہ! ہزاروں میں ایک۔'' نفیسہ ہنسی ''ماں کی نظر!'' اور تیزی سے باہر چلی گئی۔

کوئی مدد کرنے نہ آیا۔ اعتراض کرنے کے لیے کنبے برادری والے موجود ہو گئے۔ وہ تو بھلا ہو رام چندر دادا کا جنھوں نے اسے کام دلایا۔ خود انھیں سمجھایا کہ محلے ہی میں اسکول ہے... پھر یہ تو غریب بچوں کے لیے کھولا گیا ہے۔ اپنی بھی مدد اور دوسروں کی بھی... کیسے ہمدرد اور شریف ہیں رام دادا... اور ایک یہ عزیز رشتے دار ہیں... وہ کس کس کے آگے رونا روئیں کہ جب اپنے ہاتھ پاؤں اور بینائی جواب دے رہی ہے اور جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں؟ جس بیٹے کو انھوں نے ہزاروں دُکھ اُٹھا کر پالا، دن کو دن نہ سمجھا، رات کو رات نہ جانا، راتوں کو سوئٹر بنے، دنوں میں سلائیاں کیں، اچار اور چٹنیاں بنا کر بیچیں اور اسے بی۔اے، ایل۔ایل۔بی کرایا۔ باپ کا جانشین بنے گا میرا لاڈلا... اور اسی نے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر، بیاہ رچا کر، اپنا گھر الگ بسا لیا۔ بیوی کو ساس نند کے پاس رہنا پسند نہیں... اپنا سونا کھوٹا، تو پرکھنے والے کا کیا دوش... الٰہی! میری بچی کی ہزاروں برس کی عمر ہو... وہ تو اب میرا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی... کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو میری بچی کو...''

کچھ دن سے رضیہ بی دیکھ رہی تھیں کہ نفیسہ ادھر کچھ چپ چپ سی رہتی ہے یا آنکھوں کی وہ چمک، آواز کی وہ چہک جو شروع میں نظر آتی تھی، اب کم ہوگئی ہے اور وہ کسی سوچ میں، کچھ حسرت کے سے عالم میں رہتی ہے۔ پہلے ماں سمجھ نہ سکی کہ کیا بات ہے مگر پھر غور کرنے پر بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔

شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں لال تھیں۔ ماں گھبرا گئیں۔ انھوں نے پوچھا، ''کیا ہوا بیٹی؟'' نفیسہ نے روہانسی آواز میں کہا، ''وہ امّی... وہ کنول اور شکیلہ ہے نا، انھوں نے آج میری شال اور سوئٹر پر فقرے کسے اور...''

''کیوں؟ تیری شال اور سوئٹر سے انھیں کیا مطلب؟''

''امّی وہ امیر ہیں نا، کئی کئی سو کی شالیں، ولایتی کوٹ اور سوئٹر پہن کر آتی ہیں۔ انھوں نے سارے اسکول کے اسٹاف کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔'' رضیہ بی کا چہرہ اُتر گیا۔ اچانک نفیسہ کو بھی احساس ہوا کہ اس کے منہ سے وہ بات نکل گئی ہے جو اسے کہنی نہیں چاہیے تھی۔ اس نے فوراً امّی کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا، ''چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ جلدی سے کچھ کھانے کو دو۔'' اس وقت تو بات آئی گئی ہوگئی مگر روز صبح سرد ہوا میں نفیسہ سوئٹر کے بٹن بند کرتی اور پرانی شال کو کس کر لپیٹ لیتی اور چلی جاتی تو ماں کا دل کوئی اندر سے یوں مسل ڈالتا جیسے وہ اب دھڑک نہ سکے گا... وہ سوچ رہی تھیں، نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے ایک شال اور سوئٹر کا اون آئے گا۔ اب بھی وہ بُن تو سکتی ہیں۔

''امّی! اب میں دوسری کلاس کو پڑھا رہی ہوں۔ ہیڈ مسٹریس اور رام دادا دونوں میرے کام سے بہت خوش ہیں!'' ایک دن نفیسہ نے ماں کو بتلایا۔

''بیٹی! خدا انھیں نیک کام کی جزا دے اور تجھے خوش رکھے۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے۔'' ماں نے درد اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''امّی! میرے بچے بڑے اچھے ہیں۔ دو تین کے سوا سب ذہین ہیں اور امّی، میرے بچے مجھ سے بہت محبت کرتے

ہیں۔ میری ہر بات مان لیتے ہیں مگر...'' وہ بات کرتے کرتے افسردہ ہوگئی۔

''مگر...وہ کیا بات ہے۔تو روہانسی کیوں ہورہی ہے؟''

''امّی ، ان میں سے بعض بچے بہت غریب ہیں۔ اتنے غریب کہ یونیفارم تک نہیں بنا سکتے۔ کئی لڑکیاں تو پرانے کرتوں پر پھٹے دوپٹے لپیٹ کر آتی ہیں۔''

''ہاں میری بچی...'' ٹھنڈا سالن لے کر ماں نے اپنی سوتی شال بیمار ہڈیوں کے گرد لپیٹ لی۔ ''ابھی ہمارے ہاں بہت غریبی ہے۔''

مہینے کی تیسری تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی اور ماں کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو روپے ان کے قدموں میں رکھ دیے۔

''امّی ، رام دادا نے کہا ہے، دو تین مہینے بعد وہ میری تنخواہ بڑھا دیں گے۔'' ماں نے بیٹی کو گلے لگا لیا۔ ''تو سچ مچ میری بیٹی نہیں میرا بیٹا ہے۔ اب جلدی سے بازار جا اور اس میں سے اپنے لیے ایک گرم شال اور دو کرتوں کا کپڑا خرید لائیو۔''

''مگر امّی گھر کا خرچ...؟''

''ارے گھر کا خرچ جیسے آج تک چلا اس مہینے میں بھی چل جائے گا...'' محبت بھری نظروں سے ماں نے بیٹی کو دیکھا اور وہ ہنستی، پنجوں کے بل ناچتی اپنی سہیلی سرلا کے پاس شام کی شاپنگ کا پروگرام بنانے چلی گئی۔

سورج چھپ چکا تھا۔ نفیسہ اب تک واپس نہ آئی تھی۔ رضیہ بی کے دل میں پنکھے لگے ہوئے تھے اور جب نفیسہ نے کئی تھیلے لا کر ماں کے سامنے ڈھیر کر دیے تو انھوں نے غصّے سے کہا، ''اتنی دیر کیوں کر دی؟ میں فکر کے مارے مری جا رہی تھی۔''

''ارے امی ! وہ بسوں کا جو چکر تھا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں...'' یہ کہہ کر اس نے سب سے اوپر والا تھیلا کھولا اور ایک بڑی سرمئی رنگ کی اونی اور سوتی دھاگے کی مکس بنی شال ماں کے کندھوں پر ڈال دی۔

''امی، ناپسند نہ کیجیے گا...نہیں تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔'' انھوں نے شال کو پھیلا کر دیکھا، چوما اور سر پر ڈال لیا۔ ''بہت اچھی اور گرم ہے۔ اور تیری شال اور سوئٹر؟'' باقی تھیلے نفیسہ نے پلنگ پر اُلٹ دیے۔ بہت سستی گہرے سبز رنگ کی کوئی دو پونڈ اون اور اسی رنگ کا کچھ کھدّر... ''اری یہ کیا اُٹھا لائی؟'' ماں نے کچھ حیرانی اور غصّے سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ ''امّی جی ! میری کلاس کے کچھ بچے بہت غریب ہیں۔ میں یہ اون اور کھدّر ان کے واسطے لائی ہوں۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ تیرے پیسے ہیں جیسے چاہو خرچ کرو۔'' اس کی آواز میں خوف بھی تھا اور خوشامد بھی۔

ماں کچھ دیر جوان بیٹی کا منہ تکتی رہی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ اُمنگوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار! بھرے گلے سے وہ اتنا ہی کہہ سکیں، ''مگر...مگر تیری شال نفیسہ...''

''میری شال؟ ارے امّی جی پیاری! میری اس شال سے زیادہ حسین شال کس کے پاس ہے بھلا۔ دیکھیے۔ اس میں ماما کا حسن، محبت وخلوص کا رنگ ہے۔ محنت اور جفاکشی کی گرمی ہے اور ماں کی محبت کا تانا بانا۔'' نفیسہ نے اپنی ماں کی پرانی شال کو اپنے گرد لپیٹتے ہوئے کہا۔ زور سے ماں کو بھی لپٹا لیا ''میری پیاری امّی۔''

معانی و اشارات

الفاظ	معانی	English
تردّد	اندیشہ، پس و پیش، ہچکچاہٹ	Hesitation
چاکری	ملازمت	Low level service
دل بھر آنا	رونے کے قریب ہونا	Fill with sorrow
کھدّر	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
لٹھا	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
بینائی	نظر	Eye sight
رونا رونا	دکھڑا بیان کرنا، شکوہ کرنا	Complain
دوش	غلطی	Error
قارون کا خزانہ مل جانا	بہت دولت مند ہو جانا	Become very rich
حسرت	پوری نہ ہونے والی آرزو	Unfulfilled wish
ولایتی	غیر ملکی	Foreign
احساسِ کمتری	خود کو دوسروں سے کمتر خیال کرنا	Inferiority complex
چہرہ اُترنا	اُداس ہونا	To be sorrow
اجر	نیکی کا بدلہ	Boon
افسردہ	غمگین، اُداس	Sad
دل میں پنکھے لگے ہونا	دل کا زور زور سے دھڑکنا	Quick heartbeat
ایثار	اپنے فائدے سے دوسرے کے فائدے کو اوّلیت دینا	Beneficence

مشقی سرگرمیاں

سبق کو غور سے پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

- ذیل کی شخصیات سے صالحہ عابد حسین کا رشتہ لکھیے۔

۱۔ الطاف حسین حالی ← ______

۲۔ خواجہ غلام السیدین ← ______

۳۔ عابد حسین ← ______

- درج ذیل شخصیات کے پیشے لکھیے۔

۱۔ نفیسہ کے دادا میر ضامن علی

۲۔ نفیسہ کے والد

- ماں کی شال سے متعلق نفیسہ کے بیان سے مناسب لفظ لکھیے۔
- نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔
- نفیسہ کے جھجک کر بات کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔
- وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔
- مصنفہ کے خاندانی تعارف اور ادبی تعارف کے لیے ذیل کا شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

مصنفہ کا خاندانی تعارف

نام | شوہر | بھائی | دادا

مصنفہ کا ادبی تعارف

ناول | سفر نامہ | مرتبہ

- نفیسہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑ جانے کا سبب لکھیے۔
- رضیہ بی کا کنبے برادری والوں کے مقابلے میں رام چندر دادا کا احسان ماننے کی وجہ بیان کیجیے۔

✧ کنول، شکیلہ اور نفیسہ کے مشاہدے اور سوچ میں فرق کی وضاحت کیجیے۔
✧ پہلی تنخواہ سے متعلق رضیہ بی اور نفیسہ کے منصوبے تحریر کیجیے۔
✧ نفیسہ کے مطابق والدہ کی دی ہوئی شال کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔
✧ کہانی کے پیغام پر چار سطریں تحریر کیجیے۔
✧ اسکول میں آپ کے ساتھ یا آپ کے ساتھی/سہیلی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اسے مختصراً لکھیے۔
✧ سبق سے اپنی پسند کے چار محاوروں کے لیے انگلش idioms تلاش کر کے لکھیے۔
✧ سبق میں شامل اسم خاص تلاش کیجیے اور انھیں لغوی ترتیب (Alphabetical order) میں تحریر کیجیے۔
✧ درج ذیل جملوں میں خط کشیدہ لفظوں کی جگہ ان کی ضد استعمال کر کے جملے دوبارہ ایسے لکھیے کہ جملے کے معنی تبدیل نہ ہو۔ جیسے:

میرے بچے مجھ سے <u>محبت</u> کرتے ہیں۔

میرے بچے مجھ سے نفرت نہیں کرتے۔

۱۔ امی! <u>ناپسند</u> نہ کیجیے گا۔

۲۔ امی! وہ <u>امیر</u> ہیں۔

۳۔ دونوں میرے کام سے <u>خوش</u> ہیں۔

۴۔ بعض بچے <u>غریب</u> ہیں۔

✧ رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

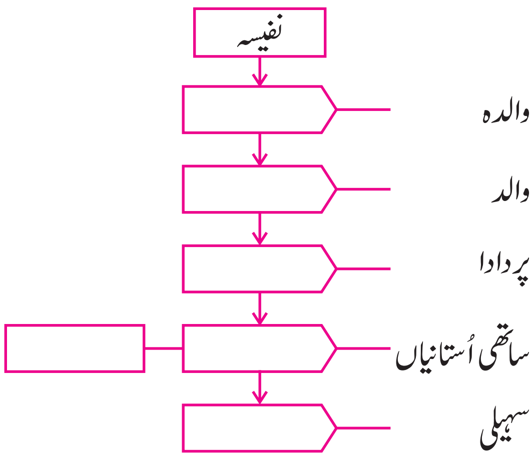

تحریری سرگرمی

'میری ماں' اس عنوان پر دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

عملی قواعد

امریہ جملہ (Imperative sentence)

آپ یہ جملے پڑھ چکے ہیں، انھیں دوبارہ غور سے پڑھیے۔

۱۔ دیر نہ کرنا۔

۲۔ چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔

۳۔ امّی، ناپسند نہ کیجیے گا۔

۴۔ اپنے لیے ایک گرم شال خرید لائیو۔

ان جملوں میں 'دیر نہ کرنا، چھوڑو، ناپسند نہ کیجیے، خرید لائیو' سے کسی بات یا کام کا حکم یا التجا کا پتا چل رہا ہے۔ ایسے جملوں میں فعل کی اہمیت ہوتی ہے۔ جس فعل سے کسی بات کا حکم دیا جائے یا درخواست اور نصیحت کی جائے، اس فعل کو امر (order) کہتے ہیں اور جس جملے میں کام کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اسے **'امریہ جملہ'** (imperative sentence) کہتے ہیں۔

بتائیے کہ ذیل کے جملوں میں کون سا امریہ فعل استعمال ہوا ہے۔ (حکم، درخواست، نصیحت، التجا)

۱۔ مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دیجیے۔

۲۔ کیا آپ میری بات سنیں گے؟

۳۔ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔

۴۔ بزرگوں کی عزّت کرو۔

۱۰۔ ہمارے مہرباں

سجاد حیدر یلدرم

پہلی بات : دوستوں کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ سچا دوست وہ ہے جو مصیبت میں کام آئے۔ یہ سچ ہے کہ انسان مصیبت کے وقت انھی لوگوں کو یاد کرتا ہے جو اس سے قریب ہوتے ہیں۔ دوست ہمارے ہمدرد، ہم راز اور مددگار ہوا کرتے ہیں لیکن بعض اوقات نادان دوست ہمارے لیے مصیبت بھی بن جاتے ہیں۔ غالبؔ نے کہا تھا، ''دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہوجائے گا۔'' ذیل کے مضمون میں سجاد حیدر یلدرم نے اپنے دوستوں کے متعلق چند واقعات دلچسپ انداز میں بیان کیے ہیں۔

جان پہچان : سجاد حیدر یلدرم ۱۸۸۰ء میں نہٹور، ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سیّد سجاد حیدر تھا۔ علی گڑھ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پھر ۱۹۳۰ء میں جزائر انڈمان کے ریونیو کمشنر مقرر ہوئے۔ سجاد حیدر یلدرم ادبِ لطیف کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں انشائیہ کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے مضامین اور افسانوں پر مغربی ادب کے اثرات حاوی ہیں۔ سجاد حیدر یلدرم نے ترکی ڈراموں اور ناولوں کے ترجمے بھی کیے۔ 'خیالستان' اور 'جمالستان' ان کے افسانوی مجموعے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔

میرے دوست احمد مرزا ہیں جنھیں میں بھڑ بھڑیا دوست کہتا ہوں۔ یہ نہایت معقول آدمی ہیں اور میری ان کی دوستی نہایت پرانی اور بے تکلفی کی ہے مگر حضرت کی خلقت میں یہ داخل ہے کہ دو منٹ نچلا نہیں بیٹھا جاتا۔ جب آئیں گے شور مچاتے ہوئے، چیزوں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے۔ غرض کہ ان کا آنا بھونچال کے آنے سے کم نہیں ہے۔ جب وہ آتے ہیں تو میں کہتا ہوں، ''کوئی آرہا ہے، قیامت نہیں ہے۔'' ان کے آنے کی مجھے دور سے خبر ہوجاتی ہے باوجودیکہ میرے لکھنے پڑھنے کا کمرہ چھت پر ہے۔ اگر میرا نوکر کہتا ہے کہ ''میاں اس وقت کام میں بہت مشغول ہیں۔'' تو وہ فوراً چیخنا شروع کردیتے ہیں کہ ''کم بخت کو اپنی صحت کا بھی تو کچھ خیال نہیں (نوکر کی طرف مخاطب ہوکر) خیراتی! کب سے کام کر رہے ہیں؟''

''بڑی دیر سے۔''

''توبہ توبہ! اچھا بس میں ایک منٹ ان کے پاس بیٹھوں گا۔ مجھے خود جانا ہے۔ چھت پر ہوں گے نا؟ میں پہلے ہی سمجھتا تھا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اوپر آتے ہیں اور دروازے کو اس زور سے کھولتے ہیں کہ گویا کوئی گولہ آکے لگا (آج تک انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا نہیں) اور آندھی کی طرح داخل ہوتے ہیں۔

''اہاہاہا! آخر تمھیں میں نے پکڑ لیا مگر دیکھو دیکھو، میری وجہ سے اپنا لکھنا بند مت کرو۔ میں حرج کرنے نہیں آیا۔ خدا کی پناہ! کس قدر لکھ ڈالا ہے۔ کہو طبیعت تو اچھی ہے؟ میں تو صرف یہ پوچھنے آیا تھا۔ واللہ! مجھے کس قدر خوشی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں میں ایک شخص ایسا ہے جو مضمون نگار کے لقب سے پکارا جاسکتا ہے۔ لو اَب جاتا ہوں، میں بیٹھوں گا نہیں۔ ایک منٹ نہیں ٹھہرنے کا۔ تمھاری خیریت دریافت کرنی تھی، خدا حافظ!'' یہ کہہ کے وہ نہایت محبت سے مصافحہ کرتے ہیں اور